امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون

مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 56/66 شمارہ نمبر 50 مورخہ ۱۶؍ربیع الثانی ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۴؍دسمبر ۲۰۱۸ء روز سوموار

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل
■ حضرت مولانا عثمان صاحبؒ
■ مشاہیر کے خطوط (تبصرہ کتاب)
■ ووٹرلسٹ میں اپنے نام کو یقینی بنائیے
■ میاں بیوی کے آپسی معاملہ میں.....
■ اخبار جہاں، ہفتۂ رفتہ، ملی سرگرمیاں
■ بی جے پی کی الٹی گنتی شروع

نئی نسل کی تعلیم وتربیت

تبرکات

مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی مدظلہ امیر شریعت بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ، جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

دین کی دولت جو اللہ کے فضل سے ہم سبھوں کو ملی ہے، وہ بڑی قیمتی ہے، اور اس کے قیمتی ہونے کا احساس جتنا ہمارے دلوں میں ہوگا، اس کی قدردانی، اس کی حفاظت اور اس کو دوسروں تک پہونچانے کا جذبہ ہمارے اندر اتنا ہی مستحکم ہوگا، اس کو ایک مثال سے سمجھئے کہ اگر آپ دن بھر میں سو روپئے کماتے ہیں تو جیب میں رکھتے ہیں، ہزار، دو ہزار روپئے کماتے ہیں تو لاکر میں حفاظت سے یا الماری میں بند کر کے رکھتے ہیں، چیزوں کی قیمت جتنی زیادہ ہوتی ہے، حفاظت کا معاملہ اتنا ہی اہم ہوتا ہے۔ ہیرا ہے بچے کے ہاتھ میں دید یجئے تو وہ سمجھے گا کہ شیشے کا ٹکڑا ہے، تھوڑی دیر اس سے کھیلے گا پھر پھینک دے گا، لیکن کوئی جانکار ہے تو اس کی قدر کرے گا اور حفاظت سے جیب میں یا الماری میں رکھ لے گا، تاکہ ضائع نہ ہو، اسی طرح ہیرا نکالنے میں بھی احتیاط برتے گا، تراشنے والا بھی بہت احتیاط سے کام لے گا، تاکہ تراشتے ہوئے اس پہ کوئی غلط لکیر نہ آجائے، کوئی داغ دھبہ نہ آجائے، اور قیمتی ہیرا بے قیمت نہ ہو جائے۔

آپ نے کوہ نور کا نام سنا ہوگا، وہ بڑا قیمتی ہیرا ہے، یہ بادشاہوں کے تاج میں لگا ہوتا تھا، ابھی وہ استنبول کے عجائب خانہ میں رکھا ہوا ہے، کوہ نور کے چاروں طرف مخمل لگا ہوا ہے اور بیچ میں وہ گھومتا رہتا ہے، سنا ہے آثار قدیمہ کے میوزیم میں جب کوئی جاتا ہے اور کوہ نور ہیرے کو دیکھتا ہے تو اس کی نگاہ کوہ نور پر ٹکتی نہیں ہے، یہ کمال جہاں ہیرے کا ہے وہیں کمال اس کو پہاڑ سے نکالنے اور تراشنے والے کا بھی ہے، اگر کوہ نور کے نکالنے والے کے ہاتھ میں ذرا سی لغزش ہوتی، تراشتے وقت ذرا انگلی تیزی کے ساتھ چل جاتی تو کوہ نور، کوہ نور نہیں بنتا، اس کی قیمت گر جاتی، دو ہزار چار ہزار اس کی قیمت ہوتی، لیکن جب تراشنے والے نے اس کو تراش خراش کر خوبصورت شکل دیدی تو ایسا شاندار، چمکدار ہیرا بنا کہ پوری دنیا میں اس کی شہرت ہے۔

یقین مانئے، کوہ نور سے زیادہ آپ کا بچہ قیمتی ہے، آپ نہیں جانتے کہ اس کی کیا قیمت ہے، اللہ نے اس کے اندر کتنی صلاحیت رکھی ہے، باپ بھی نہیں جانتا، ماں بھی نہیں، دادا بھی نہیں، دادی بھی نہیں، ہر بچہ اللہ کی تخلیق کا شاہکار ہے، اگر اس کو تراشا جائے، جس طرح کوہ نور کو تراشا گیا، تو ایک چھوٹے سے گاؤں میں بھی بڑے بڑے عالم، زبردست قاری، دین کے خادم اور ڈاکٹر انجینئر پیدا ہو سکتے ہیں۔

آپ نہیں جانتے ہیں کہ جو بچہ آپ کے گھر میں ہے، آپ کا پوتا، آپ کا ناتی، آپ کا بیٹا، آپ کا بھتیجا، اس میں اللہ نے کتنی صلاحیت رکھی ہے، آپ ہرگز نہیں جانتے، اور آپ اس کا اندازہ بھی نہیں لگا سکتے، آپ اس کی ہنسی، اس کی مسکراہٹ اس کے پانے کی امنگ اور بچپن کی خواہشات سے اس کی صلاحیت کا اندازہ نہیں لگا سکتے، کہ دل کے اندر کیا دھڑک رہا ہے، اس کے دل میں کتنی طاقت ہے، بچوں کی یہ نگاہیں جو دیکھ رہی ہیں، ان نگاہوں میں کتنا اثر ہے، اگر صحیح تربیت کی جائے گی، تو اس کے دل اور نگاہ میں کتنی طاقت آئے گی، اس کے دل اور دماغ میں جو صلاحیت اللہ نے رکھی ہے، اس کو صحیح طور پر آہستہ آہستہ آگے بڑھانے کی ضرورت ہے، آپ اس کو آگے بڑھائیے، تاکہ وہ بچہ صرف آپ کے گھر کی آبرو نہ ہو، آپ کے ضلع اور صوبے ہی کی نہیں، بلکہ پورے ملک کی آبرو ہو، اور یہاں بسنے والے کا وہ محبوب بنے، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس کی شناخت اللہ کے دربار میں ہو، اس لئے کہ اس سے بڑی چیز یہی ہے کہ ہماری اور آپ کی پہچان کہیں اور ہو یا نہ ہو اللہ کے دربار میں ہو جائے۔

اولاد کی تربیت کے سلسلے میں ہمیں باغ کے مالی سے سبق حاصل کرنا چاہئے، آپ نے دیکھا ہوگا کہ گلاب کا پودا لگانے کے بعد جب شاخ بڑھنے لگتی ہے، تو باغ کا مالی مختلف شاخوں کو کبھی داہنے سے کاٹتا ہے کبھی بائیں سے کاٹتا ہے، کبھی اوپر سے کاٹتا ہے، کبھی نیچے سے تراشتا ہے، تاکہ پودا صحت مند ہو، مستحکم ہو، اس کی جڑیں مضبوط ہوں اور پھول زیادہ سے زیادہ بڑا اس پر آئے، اس پورے عمل کو دیکھ کر ایک ناداں یہ کہہ سکتا ہے کہ ہرا بھرا پودا کو تراش خراش کر بڑھنے اور پھیلنے سے روکا جا رہا ہے، لیکن سمجھدار انسان کہے گا کہ مالی صحیح کر رہا ہے، اگر اوپر سے کاٹ دے گا تو جڑ مضبوط ہوگی، اور جب جڑ مضبوط ہوگی تو پھول جاندار کھلے گا، مالی جانتا ہے کہ پودے کی مسکراہٹ وقتی اور اس کی خوبصورتی عارضی ہے، اگر اس مسکراہٹ اور خوبصورتی کو باقی رکھا گیا، تو پھول بھی کم ہوگا اور جڑ بھی کمزور ہوگی، اور اسے تراشا گیا تو پھول بھی بڑھے گا، پودا بھی تندرست اور توانا رہے گا۔

ہمارے اور آپ کے بچے بھی پھول ہیں، اللہ کی دی ہوئی بڑی نعمت ہیں، خدا کا تحفہ اور اس کی نوازش ہیں، اگر ہم اور آپ بھی ان کی تراش خراش کریں گے اور ان کی بہتر تعلیم وتربیت کا انتظام کریں گے اور ان کی غلط عادتوں اور حرکتوں پر روک لگائیں گے تو آگے چل کر یہ بھی بڑا صحت مند گلاب کی طرح بنیں گے، جو چمن کی آبرو، اور ہماری اچھی نیت کا بہتر ثمرہ ہوں گے، ان سے چمن میں خوشبو پھیلے گی، اور ان پر سب کی نگاہیں پڑیں گی، آپ کو نہیں معلوم کہ اس میں کون سا رنگ چھپا ہے، پیلا ہے، نیلا ہے، سفید ہے یا لال ہے، لیکن آپ محنت کریں گے تو اللہ محنت کا پھل ضرور دے گا، محنت کا پھل ہوگا بہترین گلاب، مہکتا ہوا، خوشبو بکھیرتا ہوا، مسکراتا ہوا، چمن کی رونق اور زینت۔

آپ نے دیکھا ہوگا، فیکٹری میں کل پرزہ بنتا ہے، سب ایک طرز کا بنتا ہے، بیڑی بن رہی ہے، سب ایک طرز کی بن رہی ہے، کارخانہ میں کوئی مال بنتا ہے تو ایک سانچہ پر ڈھلتا چلا جاتا ہے، اس میں کوئی نیا پن نہیں، کوئی جدت نہیں، لیکن اللہ کی صنعت کا کمال یہ ہے کہ ہر انسان کے لیے الگ الگ سانچہ ہے، ہر انسان کے لئے الگ الگ ڈھانچہ ہے، ہر انسان دست قدرت کا شاہکار ہے، ایک ماں باپ کے چند اولاد کو دیکھئے، شکل میں بھی فرق، رنگ میں بھی فرق، بولنے کے انداز میں بھی فرق، ہونٹوں کی مسکراہٹ اور آنکھوں کی چمک میں بھی فرق، اس لئے قدرت کے اس شاہکار کو جتنا سنبھال کر آگے بڑھایا جائے گا، اتنا ہی کامیاب انسان تیار ہوگا۔

اس لیے میرے بھائی، بڑے درد سے آپ سے یہ بات کہنی ہے کہ نئی نسل آپ کے سامنے کھڑی ہے، وہ قدرت کا آپ کے لیے بہترین تحفہ ہے، اس تحفہ کی قیمت کو سمجھئے، اور اس کے لیے بہتر تعلیم وتربیت کی فکر کیجئے، یہ نہ سمجھئے کہ یہ ہمارا بیٹا نہیں ہے، ہمارا پوتا نہیں ہے، ہمارا ناتی نہیں ہے، یہ دوسرے کی اولاد ہے، اس لیے ہم اسے کچھ نہیں کہہ سکتے، ایسا نہیں سمجھنا چاہئے، ہمیں یہ سمجھنا چاہئے کہ سماج کا ہر فرد ہمارے بچہ کے لیے دادا ہے، نانا ہے، چچا اور پھوپھا ہے، یہ سب ایمانی اور سماجی رشتے ہیں، اور اولاد کے لیے بڑوں کا حکم رکھتے ہیں اور جتنا مجھے کہنے کا حق ہے، اتنا ہی انہیں کہنے اور تنبیہ کرنے کا حق ہے۔

یہ سمجھنا کہ ہم باپ ہیں، ہم ہی خیرخواہ ہیں، باقی کسی کو ہمدردی نہیں ہے، غلط ہے، بچوں کے سلسلہ میں پورا سماج جواب دہ ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لفظ میں ساری کہانی سمیٹ کر رکھی۔ کلکم راع تم میں سے جو جہاں ہے نگراں ہے، چرواہا ہے، چرواہے کی کیا ذمہ داری ہے؟ اس کے پیچھے پیچھے جو بکریوں کا ریوڑ اور بھیڑ آتی ہے، اسے وہ سنبھال کر لے جاتا ہے، کہ کوئی بھٹکے نہیں، کوئی الگ نہ ہو، آپ بھی گاؤں کے ہر بچہ کے سلسلہ میں جواب دہ ہیں، آج کل عام طور پر والدین بیٹے کی محبت میں فورا جھگڑا کر بیٹھتے ہیں، اپنے بچوں کی غلطی نہیں دیکھتے، دو بچوں میں لڑائی ہوئی نہیں پورے محلے میں جنگ برپا ہو جاتی ہے، یہ رجحان غلط ہے۔

ماضی میں یوپی میں ایک گھر کے اندر تین خون ہو گئے، معاملہ کیا تھا؟ کسی نے بچے کو ڈانٹ دیا، باپ غصے میں آگیا، تم نے ہمارے بیٹے کو کیوں ڈانٹا؟ لاوارث سمجھ رکھا ہے؟ کوئی یتیم ہے؟ میں ابھی زندہ ہوں، اتنی سی بات پر لڑائی ہوگئی، اور تین لاشیں گر گئیں، بھلا بتائیے کہ یہ باپ عقلمند تھا یا بیوقوف، اگر کسی نے غلط بھی کہا تھا تو کنارے لے جا کر اسے سمجھانا چاہئے، مگر باپ وہیں بھڑ گیا، اور تین جانوں کا نقصان ہو گیا، یاد رکھئے، تھوڑی سی طرفداری بچے کو تباہ و برباد کر دیتی ہے، بچوں کو سمجھا سکیں، سمیٹ سکیں اور ان میں دین وایمان کی محبت پیدا کر سکیں اور انہیں اعلیٰ اخلاق اور اعلیٰ کرداروں کی تعلیم دے سکیں یہ ذہن ہمارا اور آپ کا بننا چاہئے۔

ایمان اور اسلام

''ایمان، اللہ تعالیٰ پر اور اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے احکام پر یقین کرنے کا نام ہے اور اس بات پر بھی یقین کرنا کہ ان ہی احکام سے دنیا وآخرت کی فلاح وکامیابی متعلق ہے، اور اسلام خدا کے احکام کے آگے سر جھکا دینے اور ان پر عمل کرنے سے عبارت ہے، جیسے درخت کی جڑ سے اس کی شاخیں پھوٹتی ہیں جس طرح آفتاب سے اس کی کرنیں ہر سو پہونچتی ہیں، اسی طرح ایمان ویقین کی جڑوں سے اعمال کی شاخیں پھوٹتی ہیں، ایمان جتنا کمزور ہوتا جائیگا، انسان خدا کی مرضیات کے بجائے خواہشات کا غلام بنتا جائے گا۔'' **(امیر شریعت سادس حضرت مولانا سید نظام الدینؒ)**

بلا تبصرہ

''حالیہ انتخاب میں جن سیٹوں پر بہت کم فاصلہ پر ہار جیت ہوئی ہے، وہاں ان دنوں ''نوٹا'' کی خوب چرچا ہے، وجہ ظاہر ہے کہ وہاں کے امیدواروں کے ہار جیت کا جو فاصلہ رہا، اس سے زیادہ رائے دہندگان نے ''نوٹا'' کا بٹن دبا کر امیدواروں کو اپنی طاقت کا اثر دکھایا، ہارنے والے امیدوار نوٹا کے وجود کو بھول گئے نہیں، انتخابی کمیشن اگر قانون کی مدد سے نوٹا کو مؤثر بنا دے تو یہ طے ہے کہ آنے والے انتخاب میں کئی امیدواروں کو اپنی حیثیت دکھائی دے گی۔'' **(ہیما ہری اپادھیائے ہندوستان ۱۷؍دسمبر ۲۰۱۸ء)**

اللہ کی باتیں ــــــ رسول اللہ کی باتیں

مولانا عبد الباسط ندوی

جواماں ملی تو کہاں ملی؟

الذین آمنوا وتطمئن قلوبهم بذکر الله الا بذکر الله تطمئن القلوب ۔الذین آمنوا وعملوا الصلحت طوبیٰ لهم وحسن ماب(الرعد:۲۸،۲۹) (وہ لوگ جو ایمان لائے اور اللہ کی یاد سے انہیں اطمینان ہوگیا،خوب سن لو،اللہ کی یاد سے دلوں کو اطمینان ہو ہی جاتا ہے،جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے ان کے لیے خوشحالی اور خوش انجامی ہے)

وضاحت: اس دنیا میں انسان بہت ساری الجھنوں کا شکار رہتا ہے،اور یہ الجھنیں بعض مرتبہ اس حد تک بڑھ جاتی ہیں کہ اسے خودکشی تک پہنچادیتی ہیں،پھر وہ انسان اس دنیا میں زندہ رہنے سے بہتر موت کو ترجیح دیتا ہے،یہ پریشانیاں اور الجھنیں کیوں آتی ہیں؟اور اس کے کیا اسباب ہیں؟مختلف لوگوں کے اعتبار سے اس کے الگ الگ اسباب ہوتے ہیں،کوئی مالی پریشانی کی وجہ سے،کوئی عدم تحفظ کی وجہ سے،کوئی بیماری کی وجہ سے،کوئی خاندانی ربط وتعلق کی کمی کی وجہ سے،کوئی باہمی نزاع واختلاف کی وجہ سے،کوئی کاروبار میں حسب خواہش ترقی نہ ہونے کی وجہ سے،کوئی اپنی چاہت نہ پوری ہونے کی وجہ سے،غرض لوگوں کے ذہن ودماغ،فکر وتوجہ اور ان کے حالات وکیفیات کے اعتبار سے ان کے الگ الگ اسباب ہوتے ہیں،مگر ان سب میں قدرے مشترک جو چیز نظر آتی ہے وہ ہے دنیا کی حرص وہوس اور دین سے دوری،یہی وجہ ہے کہ جب وہ اپنی خواہش کی تکمیل کے سلسلہ میں اپنے کو مجبور پانے لگتا ہے اور اس کے حل کی کوئی صورت اسے نظر نہیں آتی ہے تو خودکشی کی طرف قدم بڑھادیتا ہے اور گویا وہ دنیا سے ایک مجرم بن کر رخصت ہونے کو ترجیح دینے لگتا ہے،جبکہ وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارتے ہیں گرچہ انہیں بھی یہ ساری الجھنیں اور پریشانیاں پیش آتی رہتی ہیں؛لیکن ان کی یہ پریشانیاں اور الجھنیں خودکشی تک نہیں لے جاتیں؛ بلکہ یہ چیزیں انہیں خودشناسی اور خداشناسی تک پہنچادیتی ہیں،وہ اپنی کوتاہیوں اور خامیوں کا جائزہ لے کر اللہ کی طرف رجوع ہوتے ہیں،رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے طریقہ پر چلنے کے سلسلہ میں جو کمی ہورہی ہے اس کی تلافی کی کوشش کرتے ہیں،اس کا نتیجہ ہوتا ہے کہ یہ پریشانیاں اور الجھنیں ان کے لیے آخرت میں اجر وثواب کا ذخیرہ بنتی چلی جاتی ہیں جس کی وجہ سے دنیا میں پریشانی آسانی میں بدل جاتی ہے اور وہ اس کو ہنسی خوشی برداشت کرلیتے ہیں حدیث شریف میں آتا ہے کہ مومن کو کوئی تھکن،کوئی بیماری،کوئی فکر،کوئی غم یا کوئی اور تکلیف یا پریشانی لاحق نہیں ہوتی حتی کہ کوئی کانٹا بھی نہیں چبھتا مگر اللہ تعالی اس تکلیف کو اس کے لیے اس کے گناہوں کا کفارہ بنادیتا ہے؛چنانچہ مومن آخرت کو مدنظر رکھتے ہوئے دنیا کی ساری الجھنوں کو بھول جاتا ہے،بس اسے اللہ کی یاد اور اس کے ذکر وتذکرے،اس کے احکام کی بجاآوری میں وہ سکون اور اطمینان نصیب ہوتا ہے جو کسی بڑے سے بڑے مالداروں اور اونچے اونچے عہدے والوں کو میسر نہیں؛اس لیے کہ سکون والجھن کا تعلق نہ تو دولت سے ہے نہ عہد ومنصب سے،نہ شہرت وبڑائی سے بلکہ یہ چیز بھی عجیب ہے جسے نصیب ہوا وہی اس کی حقیقت سے واقف ہوتا ہے۔

لوگوں نے آج اسباب راحت کو راحت سمجھ لیا ہے،یہی سب سے بڑی انسان کی پریشانی ہے،گھر میں سامان ودولت بے شمار ہیں مگر دل ودماغ اور ذہن وفکر الجھنوں سے پرُ۔دولت کے رہتے ہوئے دولت کے پیچھے دوڑ بھاگ کررہے ہیں،جس کی وجہ سے نہ دن میں سکون ملتا ہے نہ ہی رات راحت کے ساتھ گزرتی ہے۔رات دن چندروزہ زندگی کی ضرورتوں کو پورا کرنے میں لگے رہتے ہیں اور ضرورت کبھی ختم ہونے کا نام نہیں لیتی۔

قرآن کریم کی اس آیت میں اس کی وضاحت کی گئی ہے کہ صاحب ایمان کو دلی اطمیان وسکون تو بس اللہ کی یاد،نماز،ذکر وتلاوت غرض اللہ کی اطاعت اور اس کے بتائے ہوئے احکام پر عمل کرنے میں ہی ملتا ہے،اور یہ ایک بدیہی حقیقت بھی ہے کہ خالق ہی کی طرف رجوع ہونے میں ہر مشکل کا حل ہے،چنانچہ اسی آیت کے بعد یہ اعلان بھی اللہ تعالی نے فرمادیا کہ ایمان لانے اور عمل صالح کرنے والوں کی دنیا اور آخرت دونوں ہی کامیاب رہے گی؛چنانچہ دنیا میں ''طوبی لہم'' اور آخرت میں ''وحسن ماب'' کی بشارت سنادی گئی ،مولانا دریا آبادی رحمہ اللہ اس کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:''خوش حالی اس دنیا میں اور خوش انجامی آخرت میں۔خوش حالی سے مراد مالی یا معاشی خوشحالی نہیں ، بلکہ فراغ خاطری مقصود ہے جو عین ثمرہ ایمان کا ہے''(تفسیر ماجدی)اور یہی چیز اس دنیا میں اطمینان وسکون کا باعث ہوا کرتی ہیں نہ کہ دولت وثروت اور روپے پیسے کے انبار یا عہدہ ومنصب؛چنانچہ حدیث میں آتا ہے جب کبھی بھی آپ ﷺ کو کوئی پریشانی لاحق ہوتی یا کوئی بڑا معاملہ پیش آتا تو آپ ﷺ نماز ہی کی طرف رجوع ہوتے،مروی ہے:عن حذیفة رضی الله عنه قال : کان النبی ﷺ اذا حزبه امر صلی (سن ابی داؤد،رقم الحدیث:۱۳۱۹)اسی طرح ایک روایت میں آیا کہ آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا:قم یابلال فارحنا بالصلاة (سنن ابی داؤد،رقم الحدیث:۴۹۸۶)اے بلال اٹھو اور نماز کے ذریعہ مجھے راحت پہنچاؤ،خود آپ ﷺ کو بھی سکون وراحت اللہ کی یاد اور نماز ہی میں ملا کرتی تھی،فرمایا:وجعل قرة عینی فی الصلاة (السنن الکبری:رقم الحدیث:۸۸۸۷)میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے،غرض اللہ کی یاد چاہے نماز کے ذریعہ ہو یا ذکر وتلاوت قرآن کریم کے ذریعہ،اس میں راحت ہی راحت،سکون ہی سکون،آرام ہی آرام اور اطمینان ہی اطمینان ہے،بس اس کے لیے اللہ اور رسول ﷺ کی بتائی ہوئی تعلیمات پر بھرپور اعتماد ویقین کی ضرورت ہے،اور اس اعتماد ویقین کی قوت ہی کے بقدر ہم راحت وسکون حاصل کرسکتے ہیں۔

میرے جرم خانہ خراب کو ترے عفوِ بندہ نواز میں
نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

سود بھرنا پر زمین دینا ولینا کیسا ہے:

ہمارے علاقہ میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ اگر کسی شخص کو شادی یا علاج ومعالجہ کے لیے روپئے کی ضرورت ہے تو وہ شخص ضرورت کے بقدر دوسرے شخص سے بطور قرض روپئے لے کر اپنی زمین اس کے حوالہ کردیتا ہے اور جس نے قرض دیا ہے،وہ اس زمین سے فائدہ اٹھاتا رہتا ہے اور جب قرض واپس کردیتا ہے تو زمین، مالک زمین کے حوالہ کردی جاتی ہے،جس کو سود بھرنا کہتے ہیں،تو کیا یہ صورت شرعاً جائز ہے اور قرض لینے والا زمین سے فائدہ اٹھانے کی اجازت دیدے تو کیا یہ صورت جائز ہوگی،اگر نہیں تو اس کے جواز کی کیا صورت ہوسکتی ہے،تاکہ صاحب ضرورت کی ضرورت بھی پوری ہوجائے اور معاملہ بھی شریعت کی نگاہ میں درست ہو؟

الجوابــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

کسی شخص سے روپئے لے کر اپنی زمین اس کو دینا یہ صورت درحقیقت رہن ہے اور رہن میں بوقت رہن یہ شرط ہو کہ مرتہن (جس کے پاس رہن رکھا جائے) شیءمرہون (جس چیز کو رہن میں رکھا جائے) سے فائدہ اٹھائے گا تو ایسی صورت میں مرتہن کے لیے شیءمرہون سے فائدہ اٹھانا شرعاً ناجائز وحرام ہے اور اگر بوقت رہن تو انتفاع کی شرط نہیں لگائی؛لیکن بعد میں انتفاع کی اجازت دے دی تو بھی صحیح اور مفتیٰ بہ قول کے مطابق اگر شیءمرہون سے انتفاع کا رواج ہو تو پھر اصول فقہ کے مسلمہ ضابطہ ''**المعروف کالمشروط**'' کے تحت شیءمرہون سے مرتہن کے لیے انتفاع راہن کی اجازت کے باوجود کبھی جائز نہیں ہے اور چونکہ آج کل یہ عام رواج ہے کہ لوگ روپئے قرض لے کر زمین بطور رہن رکھتے ہیں اور جس نے قرض لیا ہے،وہ زمین سے فائدہ اٹھاتا ہے۔لہذا صورت مسئولہ میں زمین سود بھرنا رکھنا شرعاً جائز نہیں ہے اور مرتہن کے لیے شیءمرہون سے فائدہ اٹھانا راہن کی اجازت کے باوجود بھی جائز نہیں ہے،(دیکھئے!شامی:۳۱۰/۵)البتہ اس کے جواز کی صورت یہ ہے کہ قرض دینے والا روپئے بطور قرض دیدے اور قرض لینے والا اپنی زمین بطور کرایہ قرض دینے والے کو دیدے اور کرایہ کی رقم شریعت کے اصول وضابطہ کے مطابق ماہانہ یا سالانہ دونوں کے درمیان طے پاجائے اور قرض دینے والا کرایہ کی رقم ہر ماہ یا ہر سال ادا کرتا رہے، یا جو قرض کی رقم دی ہے،اس میں سے وضع کراتا رہے،دونوں صورتیں جائز ہیں۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

پھل آنے سے قبل پھلوں کی خرید وفروخت کا شرعی حکم:

ہمارے یہاں رواج یہ ہے کہ جن کے پاس آم کا باغ ہے،وہ اپنے باغ کے پھلوں کو ایک متعینہ مدت دوسال،تین سال وغیرہ کے لیے خطیر رقم لے کر فروخت کردیتے ہیں،تو کیا اس طرح باغ کے پھلوں کی خرید وفروخت از روئے شرع جائز ہے،اگر شریعت اس کی اجازت نہیں دیتی ہے تو اس کے جواز کی کوئی شکل ہے یا نہیں؟تحریر فرمائیں؟

الجوابــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

پھل آنے سے قبل ایک متعینہ مدت کے لیے پھلوں کی بیع شرعاً جائز نہیں ہے،اس بیع کو شریعت میں بیع معاومہ کہا گیا ہے،جس کی حدیث شریف میں ممانعت آئی ہے۔

''**عن جابر بن عبداللّٰہ قال:نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن المحاقلة والمزابنة والمعاومة والمخابرة،قال أحدهما:بیع السنین هی المعاومة.**(الصحیح لمسلم:۱۱/۱)

فقہاء کرام نے اس کی وجہ یہ لکھی ہے کہ مبیع (جس چیز کو فروخت کیا گیا) معدوم ہے اور معدوم کی بیع باطل ہے۔لہذا صورت مسئولہ میں درخت پر پھل آنے سے پہلے ایک متعینہ مدت کے لیے پھلوں کی خرید وفروخت شرعاً جائز نہیں ہے،اس سے ہر مسلمان پر احتراز لازم ہے،البتہ اس کے جواز کی صورت یہ ہے کہ باغ کا مالک باغ والی زمین کو متعینہ مدت ،دوسال یا تین سال کے لیے مناسب کرایہ پر دیدے جو کرایہ دونوں فریق کی آپسی رضامندی سے طے ہوجائے اور زمین کا مالک مستاجر (جس نے باغ کی زمین کرایہ پر لی ہے) کو باغ کے پھلوں سے فائدہ اٹھانے کی اجازت دیدے،اس طرح مالک باغ کے لیے زمین کو کرایہ پر دینا اور مستاجر کے لیے باغ کے پھلوں سے فائدہ اٹھانا شرعاً جائز ودرست ہوگا۔(الفتاویٰ الہندیہ:۴۴۲/۴)
فقط واللہ تعالیٰ اعلم

رحم مادر میں دوسرے کا مادہ تولید داخل کرنا

میرے مادہ تولید میں اولاد پیدا کرنے والے جراثیم نہیں ہیں،اور مجھے اولاد کی چاہت ہے کیا میں اولاد کے لئے بازار سے مادہ تولید خرید کر اسے اپنی بیوی کے رحم میں ڈالنا قبول کرلوں؟ کیا اس طرح اولاد پیدا کرنا درست ہوگا؟

الجوابــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

اللہ تعالیٰ نے اولاد کی نعمت حاصل کرنے کے لئے ''نکاح'' کا پاکیزہ طریقہ بتایا ہے،تاکہ میاں بیوی کے ملاپ سے بچے جنم لیں،یہی جائز طریقہ اور شریعت اسلامی کا منشاء ہے۔

بازار سے اجنبی مرد کا مادہ تولید خرید کر اپنی بیوی کے رحم میں ڈالنا اور اس طرح بچہ پیدا کرنا شرعا حرام ہے، غیرت ایمانی کے خلاف اور بدکاری کے مرادف ہے اس لئے آپ کے لئے ایسا کرنا حرام اور باعث گناہ ہوگا ،آپ اچھے اور ماہر اطباء اور ڈاکٹرس سے اپنا علاج کرائیں۔فقط۔واللہ تعالیٰ اعلم

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب پھلواری شریف پٹنہ

پھلواری شریف

جلد نمبر 56/66 شمارہ نمبر 50 مورخہ ۱۶/ربیع الثانی ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۴/دسمبر ۲۰۱۸ء روز سوموار

تعلیم نسواں

اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو پیدا کیا، اور مرد وعورت کی تخلیق کی، توالد وتناسل کا سلسلہ جاری کیا اور ہر دو صنف (مرد وعورت) کو اوصاف حمیدہ اور اخلاق حسنہ کے حصول کے یکساں مواقع عطا فرمائے اور اپنے جود وکرم بخشش وعطا میں کوئی تفریق نہیں کی، اور انسانوں کو وہ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی علم حاصل کرنا ہر مسلمان کے لیے لازم قرار دیا، خواہ وہ عورت ہو یا مرد، ابوداؤد کی ایک روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، شفاء بنت عبداللہ کے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ: ''جس طرح تم نے حفصہؓ کو لکھنے کی تعلیم دی اسے پہلو کے زخم کے جھاڑ پھونک کی تعلیم کیوں نہیں دیتی''۔ بخاری شریف کی ایک روایت میں باندیوں کے بارے میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کے پاس لونڈی ہو اور اس نے اسے اچھی تعلیم وتربیت دے کر آزاد کردیا پھر اس سے نکاح کرلیا تو اسے دوہرا اجر ملے گا، مسند امام اعظم میں حضرت ام ہانیؓ سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: اے عائشہ! تجھ کو چاہئے کہ تیرا شعار علم اور قرآن ہو۔

ان روایتوں سے روز روشن کی طرح یہ بات عیاں ہے کہ اسلام نے علم کے حصول میں مرد وعورت میں کوئی تفریق نہیں کی ہے، اور تفریق کی بھی نہیں جاسکتی کیونکہ علم کے بغیر شائستگی، خانگی امور کی ادائیگی اور بچوں کی تربیت جیسے اہم مسائل میں عورتیں پیچھے رہ جائیں گی، جس سے زن وشو کے باہمی تعلقات بھی متاثر ہوں گے اور زندگی میں ایک قسم کی کمی بھی بڑھتی چلی جائے گی۔

ایک روایت کا مفہوم ہے کہ علم مہد یعنی ماں کی گود سے لحد تک حاصل کرو۔ ماں کی گود میں علم حاصل کرنا اس وقت ممکن ہوگا جب مائیں پڑھی لکھی اور تربیت یافتہ ہوں، اسی لیے نپولین نے کہا تھا کہ بہترین مائیں بہترین بچے پیدا کرتی ہیں، حاتم کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ ایک بار حاتم طائی کی سخاوت کا شہرہ سن کر اس کے باپ کو کسی قبیلہ والے نے دعوت دی، خوب خوشیاں منائی گئیں اور یہ درخواست کی گئی کہ ہم آپ کو اس لیے لائے ہیں تاکہ ہمارے قبیلہ میں بھی ایک حاتم جیسا لڑکا پیدا ہو، حاتم کے والد نے جواب دیا کہ یہ کام مجھ سے نہیں ہوگا اس لیے کہ تمہارے یہاں حاتم کی ماں جیسی لڑکیاں نہیں ہیں، اس واقعہ سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ ماں کے عادات واطوار، اوصاف وخصائل کا کتنا اثر بچے پر ہوتا ہے، ماں اگر پڑھی لکھی ہوگی تو وہ بچوں کی تعلیم وتربیت اسلامی خطوط اور دینی نہج پر کرسکے گی، ورنہ بچے کندہ ناتراش ہوکر رہ جائیں گے۔

یہی وجہ ہے کہ عہد نبویؐ میں مردوں کے ساتھ عورتیں بھی تعلیم کے حصول میں کوشاں رہتی تھیں اور اس سلسلہ میں کسی قسم کی کمی کا انھیں احساس ہوتا تو دربار رسالت میں استفسار کرتیں اور تعلیم وتعلم کا کوئی موقع ضائع نہیں ہونے دیتیں۔ بخاری شریف کی ایک حدیث ہے جس کے راوی حضرت ابوسعید خدریؓ ہیں، نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عورتوں کا ایک وفد آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مرد علم حاصل کرنے میں ہم سے آگے بڑھ گئے؛ اس لیے آپ ﷺ ہمارے لیے کوئی دن مخصوص فرمادیں۔

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن کا وعدہ فرمایا، اس دن آپ ﷺ عورتوں کو نصیحت فرماتے، احکام الٰہی کی تعلیم دیتے، پھر عورتیں موقع بہ موقع حاضر ہوکر استفسارات کرتیں اور اپنے اشکالات دور کیا کرتیں، مؤرخین اور سیرت نگاروں نے بہت ساری صحابیات کا تذکرہ کیا ہے، جن کا علم وفضل مسلّم تھا، خود ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ بڑی عالمہ، فاضلہ اور فقہ وفتاویٰ میں مجتہدانہ درک رکھتی تھیں، ان کی مرویات کی تعداد دوہزار دوسو دس ہے، کثرت روایت میں پورے ذخیرہ حدیث میں آپ کا نمبر چوتھا ہے، عمر رضا کحالہ نے اعلام النساء کی پانچ ضخیم جلدوں میں خواتین کے علمی مقام اور ان کی خدمات کا تذکرہ کیا ہے۔ سلطان محمد تغلق ۱۳۲۴ھ تا ۱۳۵۱ھ کے عہد میں مقریزی کی روایت ہے کہ تعلیم اس قدر عام تھی کہ کنیزیں تک حافظ قرآن اور عالمہ ہوتی تھیں۔

اور دور کیوں جایئے ماضی قریب میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کی والدہ خیر النساء بہترؔ اور بہن امۃ اللہ تسنیمؔ کے علم وفضل کو دیکھئے، شعر وشاعری، حدیث وقرآن کا اتنا اچھا علم، بہت سارے ان مردوں کو بھی نہیں ہے، جنھوں نے اسلامی جامعات میں تعلیم حاصل کی ہے۔

اس طرح عورتوں کا تعلیم حاصل کرنا اسلامی بھی ہے اور اسلاف کی روایات کے عین مطابق بھی، لیکن یہاں یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ انھیں کیا پڑھایا جائے؟ اور کس طرح پڑھایا جائے، کیا پڑھایا جائے کہ جواب میں راقم الحروف کا خیال ہے کہ انھیں دینیات، تہذیب نفس اور تدبیر منزل کی تعلیم تو لازماً دینی چاہئے، دینیات سے انھیں معاشرت، معاملات اور عبادات میں اسلامی طریقہ کار کا پتہ چلے گا، تہذیب نفس کی تعلیم سے ان میں اخلاق حسنہ پیدا ہوں گے اور تدبیر منزل سے واقفیت انھیں خانگی امور کے بحسن وخوبی انجام دینے میں معاون ہوگی، اس طرح وہ گھر کی چہار دیواری میں رہ کر بھی اپنے خاندان کی نگہداشت بچوں کی تعلیم وتربیت اور صالح معاشرہ کی تشکیل میں اپنی حصہ داری ادا کرسکیں گی۔

ان کے علاوہ کچھ علوم تو وہ ہیں جن کی ضرورت عورتوں کو پڑتی ہے مثلاً طب ومیڈیکل سائنس ایسے علوم کا حاصل کرنا عورتوں کے لیے لازمی تو نہیں لیکن مستحسن ہے اس لیے کہ عورتوں میں میڈیکل سائنس کی تعلیم ہونے سے عورتیں اپنے امراض کے لیے زیادہ ان سے رجوع ہوں گی اور یہ مردوں کے ذریعہ تشخیص کرانے سے ان کے حق میں زیادہ بہتر ہے۔

بعض علوم ایسے ہیں جو عورتوں کے لیے زوائد کے درجہ میں ہیں، جیسے انجینئرنگ، پولٹیکل سائنس وغیرہ ان علوم کی سماج کو ضرورت ہے، لیکن عورتوں کے ان علوم کے نہ پڑھنے سے سماج میں کوئی پریشانی نہیں پیدا ہوتی بلکہ مرد کا ان علوم کا پڑھنا اور سماجی ضروریات کی تکمیل کرنا کافی ہے۔

کس طرح پڑھایا جائے، کا جواب یہ ہے کہ ان کے مخصوص تعلیمی ادارے ہوں، جہاں مرد وعورت کے اختلاط کا کسی درجہ میں امکان نہ ہو، آمد ورفت میں پردہ کا معقول نظم ہو اور اس پر سختی سے عمل کیا جائے۔

آج سارا بگاڑ مخلوط تعلیم اور بے پردہ آمد ورفت کی وجہ سے پیدا ہوگیا ہے، عصری درسگاہوں میں پڑھنے والی لڑکیوں نے اپنا حجاب اتار پھینکا ہے، اور مغرب کی فیشن پرستی نے انھیں اتنا بے لگام کردیا ہے کہ ہر چیز میں انھیں مردوں کی نقالی کی عادت سی پڑگئی ہے، وہ خاتون خانہ کے بجائے سبھا کی پری ہونے میں فخر محسوس کرتی ہیں، اکبر الہ آبادی نے اسی صوت حال کو سامنے رکھ کر کہا تھا:

تعلیم عورتوں کی ضروری تو ہے مگر
خاتون خانہ ہوں، وہ سبھا کی پری نہ ہوں

مقام شکر ہے کہ اب مسلمانوں کے لیے ایسے کئی تعلیمی ادارے وجود میں آگئے ہیں، جن میں لڑکیوں کی تعلیم کا نظم اسلامی اصول کو سامنے رکھ کر کیا گیا ہے، اب لڑکیاں عالمہ، فاضلہ بھی بن رہی ہیں، اور عصری علوم میں دسترس بھی رکھ رہی ہیں۔

اس دور میں جبکہ ہر طرف لادینیت، مذہب بیزاری اور مادّیت کا غلبہ ہے، اور فضاؤں میں یہ افکار اس طرح رچ بس گئے ہیں کہ ہر وقت فضائی آلودگی کی طرح ان سے دل ودماغ کے متاثر ہونے کا خطرہ رہتا ہے، تعلیم نسواں کی اہمیت پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی ہے۔ لیکن اس سے کہیں زیادہ اہم ان کی عفت وپاکدامنی کی حفاظت ہے، ایسے میں ہمیں تعلیم نسواں کے سارے نظام کو ازسر نو ترتیب دینا ہوگا جس سے لادینی اور اخلاقی انارکی پر بند باندھا جاسکے، ایک نئی حکمت عملی اپنانی ہوگی جس سے ان کے سماجی شعور میں بیداری پیدا ہو اور انھیں اسلامی خدوخال کے موافق تبدیلی قبول کرنے پر آمادہ کیا جاسکے۔ ان کے اندر خدا پرستی کا جذبہ پیدا ہو، اور مادّیت کے اس دور میں وہ خود بھی روحانی قدروں کو اپنائیں اور یہ صفت اگلی نسلوں تک منتقل کرسکیں۔ اگر ہم تعلیم نسواں کے میدان میں اپنے جدوجہد سے ایسا کرنے میں کامیاب ہوگئے تو سمجھئے کہ ہم نے آئندہ نسلوں تک دین کو اس کے اپنی اصلی شکل وصورت میں منتقل کرنے کا سامان کردیا۔ اور ایک بڑی ذمہ داری سے ہم عہدہ برآ ہوسکے۔

تعلیم عورتوں کو دینا ضرور ہے
لڑکی جو بے پڑھی ہے وہ بے شعور ہے

ایگزٹ پول-حقیقت یا فسانہ

انسان فطرتاً تجسس پسند واقع ہوا ہے، یہ تجسس انتخابی ماحول میں زیادہ پیدا ہوتا ہے، پولنگ ختم ہونے کے بعد مختلف ایجنسیاں لوگوں کے تجسس کو دور کرنے کے لئے اپنی اپنی رپورٹ پیش کیا کرتی ہیں، اور بتاتی ہیں کہ کس پارٹی کو کتنی سیٹ آرہی ہے اور کس کی حکومت بننے جارہی ہے۔

ظاہر ہے جائزہ لینے والے کی اپنی ایک سوچ ہوتی ہے، کسی خاص پارٹی سے اس کا تعلق ہوتا ہے، یہ سوچ اور تعلق جائزہ پر اثر انداز ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ گذشتہ پانچ سالوں میں ایگزٹ پول کی پیشن گوئی ساٹھ فی صد غلط ثابت ہوئی ہے، یہ حال اس وقت ہے جب مختلف مراحل کے ایگزٹ پول الگ الگ پیش کرنے پر عدالتی پابندی ہے، انتخاب کے سارے مراحل گذرنے کے بعد ہی جائزہ رپورٹ شائع کرسکتے ہیں، اس کے پہلے جب مرحلہ وار انتخاب کے بعد ہر مرحلہ میں ایگزٹ پول آیا کرتا تھا تو روپے لے کر ایجنسیاں غلط جائزے پیش کرتی تھیں، تاکہ اگلے مرحلہ میں پارٹی کو فائدہ ہوجائے۔

مختلف انتخابات کے موقع سے پیش کئے گئے ایگزٹ پول کے جائزہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ۲۰۱۳ء میں مدھیہ پردیش، راجستھان اور چھتیس گڈھ کے بارے میں ۶۰ فی صد، ۲۰۱۴ء ہریانہ، مہاراشٹر، کشمیر اور جھارکھنڈ کے بارے میں ۵۶ء۲۵ فی صد، ۲۰۱۵ء کے دہلی انتخاب کے بارے میں ۶۶ء۸۷، ۲۰۱۶ء کے تامل ناڈو، مغربی بنگال، کیرل، آسام اور پانڈیچری کے بارے میں ۶ء۷۰ فیصد، ۲۰۱۷ء میں پنجاب، اترپردیش، اتراکھنڈ، گجرات، ہماچل پردیش، منی پور اور گوا کے بارے میں ۳۵ء۷ فی صد، ۲۰۱۸ء میں میگھالیہ، ناگالینڈ، تری پورہ اور کرناٹک کے بارے میں ۶۱ء۲۷ اور ابھی مدھیہ پردیش، راجستھان، چھتیس گڈھ، میزورم اور تلنگانہ کے بارے میں ۳۳ء۸۷ فی صد غلط ثابت ہوئے، ۲۰۱۵ء کے بہار چناؤ میں ۷۰ فی صد ایگزٹ پول نے بھاجپا کی سرکار بننے کا دعویٰ کیا تھا لیکن معاملہ بالکل برعکس نکلا یہاں عظیم اتحاد نے مکمل اکثریت حاصل کی اعداد وشمار کے اعتبار سے ایگزٹ پول اور اصل نتائج میں زمین وآسمان کا فرق نکلا۔

اس تجربہ سے یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ ایگزٹ پول کے بارے میں جاری رپورٹ پر کسی درجہ میں اعتماد نہیں کیا جاسکتا، کیوں کہ یہ ایک اندازہ ہوتا اور اندازہ لگانے میں داخلی وخارجی اثرات کام کرتے ہیں جس کی وجہ سے انتخاب کے بعد جیت ہار کے بارے میں اندازے غلط ثابت ہوتے ہیں، پورے طور پر نہیں تو بھی آدھی حقیقت آدھا فسانہ بن کر رہ جاتا ہے۔

یادوں کے چراغ

حضرت مولانا محمد عثمان صاحب گرولویؒ - نقوش حیات

کالم نگار: رضوان احمد ندوی

باوقار چہرہ، کشادہ پیشانی پر زہد وتقویٰ کی غیر مرئی سلوٹیں، روشن اور متفکر آنکھیں، بھری اور گنجان شرعی داڑھی، عالمانہ طرز کی کتری ہوئی مونچھیں، ہاتھ میں عصاء موسوی، مزاج قاضیانہ، ذوق مجتہدانہ، فیصلہ دانشمندانہ، طبیعت ظریفانہ، رفتار بزرگانہ کا نمایخط من صب کا مظہر، بس اس قلمی خاکہ میں جو ممتاز شخصیت ابھر کر سامنے آتی ہے، وہ شیخ الحدیث، قاضی القضاۃ حضرت مولانا محمد عثمان گرولوی علیہ الرحمتہ کی ذات گرامی ہے، جو مدرسہ رحمانیہ سپول ضلع دربھنگہ کا نام آتے ہی اپنی باکردار شخصیت کے ساتھ نگاہوں کے سامنے ابھر آتے ہیں، مگر افسوس کہ میری آنکھیں آں محترم کی زیارت سے محروم رہی ہیں، ہائے میری مجبوری اور ہائے میری بے کسی کہ کوئی تصویر محبوب دیکھنا چاہے تو دکھا نہ سکوں۔

لیکن ہاں تذکرہ عثمان کے صفحات پر اس نادیدہ محبوب شخصیت کی حسین تصویر ضرور دیکھی، اللہ تعالیٰ آپ کی ہڈیوں کو جنت کے باغوں میں سرسبز وشاداب رکھے۔ (آمین) حضرت مولانا محمد عثمان صاحب گوناگوں صفات وخصوصیات کے حامل عالم دین تھے، آپ علوم دینیہ کے صرف جید فقیہ اور بلند پایہ محدث ہی نہیں؛ بلکہ علم وعمل اور تقویٰ وپرہیزگاری میں ایک سچے اور بے مثل زاہد وعابد، مخلص داعی اور عملی انسان بھی تھے، مولانا مرحوم کی جامع شخصیت اور ہمہ گیر خصوصیات پر قلم اٹھاتے ہوئے مجھے اپنی کم مائیگی؛ بلکہ بے مائیگی کا شدید احساس ہوتا ہے، وہ تمام لوگ جو مولانا سے بہت قریب رہے ہیں اور جن کی آنکھوں نے ان کی زیارت کی ہے، وہ شہادت دیں گے کہ مولانا مرحوم ایک مخصوص ادارہ؛ بلکہ ایک محدود حلقہ میں اپنی زندگی بسر کر گئے اور اسی لئے انہیں وہ شہرت وناموری نہ مل سکی، جو بالعموم ان صلاحیتوں کے افراد کو ملا کرتی ہے۔

حضرت مولانا دربھنگہ ضلع کے ایک مشہور مردم خیز قصبہ جمال پور میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد جناب ریاست حسین صاحبؒ اپنے ہمراہ آپ کو وہاں سے موضع گرول ضلع دربھنگہ لے کر آ گئے اور اس وقت سے یہیں سکونت پذیر رہے، ابتدائی تعلیم وتربیت اسی گاؤں میں پائی، سن شعور کو پہنچتے ہی ایشیا کی قدیم درسگاہ مدرسہ امدادیہ لہریا سرائے میں داخلہ لیا اور اس وقت کے تمام ماہرین فن علما وفضلا کی خدمت میں رہ کر بھرپور استفادہ کیا، پھر اعلیٰ تعلیم کے لئے ۱۳/ذوالقعدہ ۱۳۲۶ھ کو دنیائے اسلام کی عظیم روحانی دینی ومذہبی اور فکری ادارہ دارالعلوم دیوبند کے لئے رخت سفر باندھا، نامساعد حالات اور محدود وسائل کے باوجود یہاں چار پانچ سال کا کامیاب عرصہ گذارا اور یہاں کے نابغۂ روزگار اور علمی شخصیتوں کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا اور خوب علمی خوشہ چینی کی، دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد، کچھ دنوں تک تعلیم وتدریس کا سلسلہ جاری رکھا، پھر کپڑے کی تجارت شروع کی، مگر طبعی رجحان اور فطرت سلیم نے درس وتدریس پر ہی آمادہ کیا؛ اس لئے بہار کے ہی ایک قدیم دینی ادارہ مدرسہ رحمانیہ سپول ضلع دربھنگہ سے وابستہ ہو گئے اور وہاں برسہا برس تک مختلف علوم وفنون کی کتابیں پڑھانے لگے، آپ کی بے پناہ انتظامی صلاحیت کو دیکھتے ہوئے اہتمام کی باگ ڈور آپ کے ہاتھوں سونپی گئی اور اخیر عمر تک مدرسہ کی مالی ترقی واستحکام کے بارے میں سوچتے رہے۔ آپ کو حدیث نبوی سے غیر معمولی دلچسپی ہی نہیں؛ بلکہ عشق تھا؛ اس لئے دس بارہ سال تک حدیث کی سب سے اہم کتاب بخاری شریف اور ترمذی شریف کا درس دیا اور پڑھانے کا حق ادا کیا، اسباق میں طلبہ کے ذاتی رجحان کا خاص خیال رکھتے تھے، چٹکیوں میں پیچیدہ عبارتوں کو سلجھا دیتے تھے، قدرت نے آپ کو عجیب وغریب نکتہ رس، نکتہ آفریں اور متجسس ذہن ودماغ سے نوازا تھا؛ اسی لئے امارت شرعیہ بہار واڑیسہ نے آپ کی اس علمی صلاحیت، جامعیت اور قوت فکر وعمل اور فیصلہ کو دیکھتے ہوئے ۱۹/اپریل ۱۹۵۹ء میں عہدۂ قضا کی ذمہ داری ڈالی، جہاں آپ مقدمات کے فیصلے بڑی دور اندیشی اور باریک بینی سے کیا کرتے تھے، مولانا کو کار قضا اور درس وتدریس سے فرصت کم ملتی تھی؛ اس لئے تصنیف وتالیف کی جانب چنداں رجحان نہیں ہوا، پھر بھی آپ نے ''اسلامی عقائد'' نام کی ایک کتاب اور رسالہ چہل حدیث کی تالیف فرمائی، جو یادگار زمانہ ہے، آپ کو اللہ تعالیٰ نے دو مرتبہ زیارت بیت اللہ کا شرف بخشا، پہلی مرتبہ ۱۹۴۹ء میں اور دوسری مرتبہ ۱۹۷۱ء میں مقامات مقدسہ کی زیارت سے آنکھیں ٹھنڈی کیں۔ حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب بعض تحریرات میں فرماتے ہیں کہ حضرت قاسم العلوم والخیرات قدس سرہ نے ایک مقام پر تحریر فرمایا ہے کہ بعض شخصیتیں جامع الکمالات ہوتی ہیں؛ لیکن ان میں سے کوئی ایک کمال اتنا غالب اور ایسا نمایاں ہو جاتا ہے کہ دوسرے کمالات اس کی وجہ سے دب جاتے ہیں اور لوگ ان کو محسوس نہیں کرتے۔

حضرت مولانا محمد عثمان علیہ الرحمہ کی زندگی کا سب سے بڑا کمال؛ بلکہ امتیازی خصوصیت یہ تھا کہ آپ کے قلب ودماغ میں اسلامی غیرت اور انسانی ہمدردی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، خدمت خلق اور اشاعت دین کا جذبہ انہیں سیماب وار لئے پھرتا رہا۔ سچ تو یہ ہے کہ آپ کے اندر قوم وملت کا درد تھا، ان کی زبوں حالی پر بے چین رہتے تھے اور خاص کر مسلمانوں کی علمی واقتصادی پسماندگی اور ان کی موجودہ ابتر حالات کا انہیں ملال رہتا تھا، اس سلسلہ میں آپ جو کچھ کر سکتے تھے، اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ کرتے رہے، علاقے کے مختلف دیہاتوں اور قصبوں میں گھوم گھوم کر لوگوں کے اعمال وعقائد کی باطنی اصلاح اور تزکیہ نفس کی بے مثال خدمات انجام دیں، جس کے گہرے نقوش اب بھی ان علاقوں میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ مولانا تھانوی فرمایا کرتے تھے: ''بزرگ بننا ہو، قطب بننا ہو، غوث بننا ہو تو کہیں اور جاؤ اور انسان بننا ہو تو یہاں آؤ، میں انسان بناتا ہوں''۔

حالات وواقعات بتاتے ہیں کہ حضرت مولانا محمد عثمانؒ میکدہ تھانوی کے حکم واسرار کے سبب سے بڑے ترجمان تھے، اللہ آپ کی ان قربانیوں کو ذخیرہ آخرت بنائے۔ (آمین) ذہن میں پرانی یادوں کے کچھ ورق پلٹنے سے خیال آتا ہے کہ میں نے انہیں سب سے پہلے؛ بلکہ آخری مرتبہ غالباً ۱۹۷۶ء میں موضع جمال پور میں ایک پبلک لائبریری کے افتتاح کے موقع پر دیکھا ہے، میں تماشا بیں لوگوں کی فہرست میں تھا اور کیوں نہ ہوتا، وہ عمر اسی کا متقاضی تھا؛ اس لئے مزید اور کچھ باتیں یاد نہیں ہیں، ویسے آپ اپنے خاندانی تعلقات کی وجہ سے اکثر جمال پور آیا کرتے تھے؛ اس لئے اپنے گاؤں کے اکثر بڑے بوڑھے لوگوں سے آپ کے اخلاق کریمانہ کے سبق آموز واقعات سننے کا برابر موقع ملتا رہا ہے، جس زمانہ میں راقم الحروف ضلع سپول (سہرسہ) کے شمال بہار کے معروف ومرکزی دینی مدرسہ چھٹھی ہنومان نگر میں زیر تعلیم تھا، اچانک ظہر کے بعد میرے والد ماجد جو مولانا کے خاص شاگرد بھی تھے، الحاج حضرت مولانا سلطان احمد علیہ الرحمہ کے نام رقعہ آیا کہ ۳/فروری ۱۹۷۷ء روز جمعرات کو حضرت مولانا محمد عثمان صاحب کا انتقال ہو گیا، دل دھک سے رہ گیا اور زبان سے بے اختیار دعاء مغفرت نکلنے لگی: اللّٰھم اغفرہ، وارحمہ وعافہ وانزل أکرم نزلہ، مدرسہ میں کہرام مچ گیا، فوراً تعلیم بند کر کے قرآن خوانی کے لئے مسجد میں جمع ہوئے اور اجتماعی طور پر ایصال ثواب کی دعا کی گئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کے حسنات کے طفیل سے آپ کی مغفرت فرمائے اور جنت کا بلند مقام عنایت فرمائے۔ (آمین)

کتابوں کی دنیا

تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں

مشاہیر کے خطوط

کالم نگار: رضوان احمد ندوی

مکتوب نگاری کو صنف ادب میں اعلیٰ شاہکار سمجھا جاتا ہے، اس سے احساسات کی تہیں کھلتی ہیں اور خیالات ونظریات نکھر کر سامنے آتے ہیں، اس حیثیت سے مکاتیب علمی، دینی اور ادبی سرمایہ کا حکم رکھتے ہیں، ان میں غالب کے خطوط حسن قبولیت کے اعتبار سے سرفہرست ہیں اس کے مطالعہ سے ان کی شخصیت کے خد وخال نمایاں ہوتے ہیں، حضرت مولانا ابو لکلام آزاد علامہ شبلی نعمانی، علامہ سید سلیمان ندوی، مولانا عبدالماجد دریا آبادی کے مکتوبات کے مجموعہ میں ذاتیات کو چھوڑ کر ادب اور سماجیات پر بڑا وقیع مواد ملتا ہے، جس سے فائدہ اٹھانے کا ذوق مسلمانوں میں ہمیشہ رہا ہے۔ زیر نظر کتاب ''مشاہیر کے خطوط'' اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے، جس کو ہمارے مخلص ومحسن اور مصنف ومحقق جناب مولانا ڈاکٹر محمد عتیق الرحمٰن نیو عظیم آباد کالونی پٹنہ نے مرتب کیا جو تصنیف وتالیف سے خاص ذوق رکھتے ہیں۔ انہوں نے نصف درجن سے زائد کتابیں لکھیں ان کی انہیں علمی وادبی خدمات کے صلہ میں ۲۰۱۲ء میں صدر جمہوریہ ہند ایوارڈ سے نوازا گیا۔ ڈاکٹر صاحب کا برصغیر ہند کے مشاہیر علم وادب سے مخلصانہ گہرے روابط رہے ہیں، اس سلسلہ میں انہوں نے اپنے ہم عصر بزرگوں سے علمی وتعلیمی نظریات پر مراسلات کئے اور ان مراسلات کی روشنی میں بزرگان علم وادب نے جو جوابات ومشورے دیے انہیں کتابی صورت میں شائع کر دیا، ڈاکٹر صاحب نے عرض مرتب میں اس کی وضاحت کر دی ہے کہ یہ خطوط دراصل میرے ان خطوط کے جواب میں ہیں جب میں برصغیر کی معروف درسگاہ دارالعلوم دیوبند کا ایک ادنیٰ طالب عالم تھا اور اردو زبان وادب سے بھرپور دلچسپی رکھنے کی وجہ سے ان اہل علم کی خدمت میں خطوط ارسال کرتا تھا تاکہ ان سے حصول علم کے سلسلہ میں مشورہ طلب کروں اور ان کی رہنمائی میں مضمون نگاری کے لئے راستے ہموار کر سکوں (ص ۸)

۲۰۴/صفحات پر مشتمل اس کتاب میں ۳۴/ممتاز ونامور اصحاب فضل وکمال، اساتذہ، احباب ومعاصرین کے پر از معلومات ۱۰۳ خطوط شامل ہیں، جن میں حضرت مولانا عبدالماجد دریا آبادی، مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی، مولانا سعید احمد اکبر آبادی، مولانا عبدالسلام قدوائی، شورش کاشمیری، مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی، حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی، مولانا سید نظام الدین، مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مولانا سعید الرحمٰن اعظمی وغیرہم سے لے کر پروفیسر محمد محسن عثمانی اور انیس چشتی تک کے افکار وتصورات اور ان کے زریں مشورے شریک اشاعت ہیں، ان خطوط میں نامور ادیب، محقق ومصنف اور مفسر قرآن حضرت مولانا عبد الماجد دریا آبادی کے ۲۵/خطوط اثر آفرینی کے اعتبار سے سرفہرست ہیں، وہ صرف خیر وعافیت اور شکریے ومبارکباد تک محدود نہیں ہیں، بلکہ اس میں ڈاکٹر صاحب کو مضمون نویسی کے طریقے بھی بتلائے ہیں اور چند انگریزی مضامین کی اصلاح ورہنمائی بھی کی ہے، جس میں لسانی بحثوں کے ساتھ بہت سی مفید معلومات آ گئی ہیں، ڈاکٹر صاحب نے ہر مکتوب الیہ کا ایک سوانحی تعارفی خاکہ بھی تحریر کر دیا ہے تاکہ استفادہ کرنے والوں کے پیش نظر مکتوب الیہ کی شخصیت اور علمی حیثیت بھی رہے، نیز بطور نمونہ چند خطوط کے عکس تحریر کو بھی شامل کر دیا گیا تاکہ قارئین مکتوب الیہ کے رسم الخط سے بھی واقف ہو جائیں۔

سب سے اہم بات یہ ہے کہ فاضل مرتب نے اس علمی مراسلے کو ۴۰/۴۵ سالوں تک بڑی حفاظت سے رکھا جو خود ان کا ایک بڑا علمی کارنامہ ہے، اللہ انہیں زندہ سلامت رکھے کہ عہد جدید کے ایجادات وانکشافات انٹرنیٹ، وائٹس اپ، موبائل جیسے مصنوعات نے خطوط نگاری کے رواج کو کم کر دیا، تاہم دستی خطوط کی علمی وفنی حیثیت واہمیت اب بھی باقی ہے، اس حیثیت سے بھی یہ کتاب قدردانوں کے لئے ایک عمدہ علمی تحفہ ہے کہ اس مجموعہ میں صرف نجی خطوط ہی نہیں ہیں بلکہ اس میں بہت سے اہم تاریخی مواد ومعلومات جمع ہو گئے ہیں، جس کے لئے وہ مبارکباد کے مستحق ہیں، علم دوست وباذوق حضرات ۲۵۰/روپے بھیج کر مرکز تحقیقات اسلامی گلشن عتیق، نیو عظیم آباد کالونی پٹنہ موبائل نمبر 9708011524 سے طلب کر سکتے ہیں۔

ووٹر لسٹ میں اپنے نام کو یقینی بنائیے

ڈاکٹر سید ظفر محمود

سپریم کورٹ نے تقریباً چوتھائی صدی قبل حکومت وقت کی سرزنش کرتے ہوئے حکم دیا تھا کہ کوئی فرد ملک کا شہری ہے کہ نہیں؟ یہ طے کرنے کے لیے حکام کے ذریعہ عدالت کی طرح کی کارروائی کی جانی چاہیے، اگر کسی کو ووٹ دینے کے حق سے معزول کیا جاتا ہے تو اس کے لیے الیکشن کمیشن کو اعلیٰ ترین معیار باضابطگی اختیار کرنا ہوگا، نامی شماریاتی محققین ابوصالح شریف، خالد سیف اللہ اور محسن عالم بھٹ کے ذریعہ حال میں کی گئی قابل قدر فیض رساں کارکردگی کے نتیجہ میں معلوم ہوا ہے کہ رائے دہندگان کی قومی فہرست (Electorate) میں تقریباً 15 فیصد نام الیکشن کمیشن کی ویب سائٹ سے غائب ہیں، جس میں مسلمانوں کا تناسب وسیع تر ہے، یہ معلوم کرنے کے لیے اس فروگزاشت میں کتنے لوگ ایسے ہیں، جنہیں حال میں الیکشن کمیشن نے ووٹروں کی فہرست میں سے اس وجہ سے خارج کیا ہے؛ کیوں کہ اخراج کے خلاف ان کی درخواست کو کمیشن نے نامنظور کردیا ہے، ان محققین نے ریاست کرناٹک کے اعداد وشمار کی عرق ریزی کی تو معلوم ہوا کہ 18-2017 کے دوران ریاست میں ووٹر کے طور پر اندراج کے لیے 2,80,000 نئی درخواستوں میں سے 18 فیصد اس وجہ سے مسترد کردی گئیں؛ کیوں کہ الیکشن کمیشن کی نظر میں درخواست دہندہ ہندوستان کا شہری نہیں ہے، اس کے علاوہ 24 فیصد درخواستیں مسترد کرنے کی وجہ نہیں بتائی گئی، جو درخواستیں شہری نہ ہونے کی وجہ سے مسترد ہوئیں، وہ کل مسترد درخواستوں کا 30 فیصد ہیں اور جن درخواستوں کے مسترد کئے جانے کی کوئی وجہ نہیں بتائی گئی، وہ کل مسترد درخواستوں کا 39 فیصد میں ہمارے مایہ ناز محقق ان کے گھروں پر گئے، معلوم ہوا کہ انہیں خبر ہی نہیں کہ ان کی درخواستیں مسترد ہوگئی ہیں؛ کیوں کہ الیکشن کمیشن کے ذریعہ انہیں یہ اطلاع بھی نہیں دی گئی، نہ انہیں وجہ بتاؤ نوٹس اور نہ کوئی موقع دیا گیا کہ وہ اپنا مدعا پیش کرسکیں، جبکہ ان کے پاس آدھار کارڈ بھی ہے اور بجلی کا بل وغیرہ بھی، ان کے پاس پیدائش کا سرٹیفکٹ بھی ہے اور ہائی اسکول کا سرٹیفکٹ بھی، اس طرح یہ بالکل ثابت ہوجاتا ہے کہ الیکشن کمیشن کے ذریعہ ان لوگوں کی ووٹر بننے کی درخواست کو مسترد کئے جانے کے پیچھے بدنیتی اور زبردست بے ضابطگی پنہاں ہے اور ان کے ذریعہ کی گئی اس حرکت میں یقیناً شفافیت و دیانت داری کا فقدان ہے۔

عوامی نمائندگی کی قانون (Representation of the people Act-1950) میں لکھا ہے کہ ووٹر بننے کی درخواستوں پر فیصلہ کرنے سے قبل رجسٹریشن افسروں کو ہر فرد سے متعلق بنیادی حقائق پر غور وخوض کرنا ہوگا اور اس سلسلہ میں تفصیلی ضابطہ دیا گیا ہے، رجسٹریشن آف الیکٹرس رولس 1960 میں جس میں درخواست دہندہ کو نوٹس دینا، اس کی ذاتی سنوائی اور فیصلہ کی تحریری بنیاد ضروری ہیں، سپریم کورٹ نے اپنے مندرجہ بالا 1992 کے مقدمہ میں یہ بھی فیصلہ کیا تھا کہ جن لوگوں کا نام الیکٹورل رول پر پہلے سے مندرج ہے، انہیں ملک کا شہری ہی مانا جائے گا، جن لوگوں کی درخواست مسترد ہوتی ہے، انہیں تحریری طور پر اس کی وجہ بتائی جانی چاہیے اور انہیں موقع دیا جانا چاہیے کہ وہ الیکشن کمیشن کے فیصلہ کے خلاف دستاویزی اعتراجات داخل کرسکیں، الیکشن کمیشن کی ڈیوٹی ہے کہ ہر فرد کے معاملہ میں الگ تحریری فیصلہ کرے اور پولس یا دیگر ایجنسی کی رپورٹ کی بنیاد پر عمومیت کاری کرنے کا حق کمیشن کو نہیں ہے، ہمہ گیر حق رائے دہی کے آئینی عہد کو برقرار رکھنے کے لیے ضمانتی ضابطہ ضروری ہے، موزوں قانونی طریقہ نہ اپنانے کی صورت میں حکمرانی کے بیجا استعمال کا خطرہ لاحق ہے، جس کے نتیجہ میں سماج کے کمزور طبقوں کو حق رائے دہی سے محرومی کا خدشہ رہتا ہے، ہندوستانی شہری نہ ہونے کے الزام میں غیر معمولی تناسب میں لوگوں کی درخواستوں کے مسترد ہونے سے اور اس اخراج کے خلاف اعتراض دینے کا موقع نہ دیئے جانے سے ہماری جمہوریت میں بحران پیدا ہوسکتا ہے۔

لہذا الیکشن کمیشن کی ذمہ داری ہے کہ وہ فوری طور پر کارروائی کرتے ہوئے تصحیح کے لیے تشریحات جاری کرے اور یقینی بنائے کہ شہریوں کو ووٹ دینے سے محروم نہ کیا جائے، اس طرح سیاسی جماعتوں کو غیر جمہوری و غیر اخلاقی مقصد حاصل کرنے سے باز رکھا جاسکے گا، ورنہ تمام شواہد اسی طرف اشارہ کررہے ہیں کہ اقلیتوں، خاص کر مسلمانوں اور دیگر کمزور طبقوں کو حق رائے دہی سے محروم کرنے کے لیے ملک میں خفیہ ریشہ دوانی رواں دواں ہے، گزشتہ مئی 2018 میں منعقد کرناٹک اسمبلی الیکشن سے قبل وہاں مندرجہ بالا محققین کے گروپ نے اعداد وشمار کا جائزہ لیا تو معلوم ہوا کہ پورے الکٹوریٹ کے 12 فیصد ووٹروں کا نام الیکشن کمیشن کی فہرست میں نہیں تھا اور مسلمانوں کو دیکھا گیا تو 20 فیصد سے زیادہ کا نام فہرست سے غائب تھا، یہ اطلاع محققین نے کرناٹک اور مرکز کے الیکشن کمیشنوں تک پہونچادی اور ان سے اصلاحی کارروائی کرنے کے لیے کہا، کرناٹک اسمبلی الیکشن سے قبل کم وقت کے باوجود وہاں محققین کے گروپ کے ذریعہ تقریباً 8000 رضا کاروں کو وھاٹس اپ کے ذریعہ جوڑا گیا اور زمینی سطح پر جامع اصلاحی کارروائی کروائی گئی، نتیجتاً تقریباً 15 لاکھ افراد کا نام ووٹر لسٹ میں واپس ڈلوایا گیا، اب 2019 کے لوک سبھا الیکشن کے مدنظر یوپی، بہار، گجرات، تلنگانہ، آندھرا پردیش، مغربی بنگال، آسام کے علاوہ ہر اس انتخابی حلقہ میں جہاں مسلمانوں کا فیصد زیادہ ہے، کام کے لیے مہم چلانے کی ضرورت ہے؛ تاکہ ہمارے ملک کے معیاری جمہوری سرچشمہ کو حکمرانوں و الیکشن کمیشن کے ضعف بصارت اور بالارادہ غفلت کے سبب رسوائی سے بچایا جاسکے، محققین کے گروپ نے ایک App تیار کیا ہے، جس کا نام ہے Missing Voters، اسے ڈاؤن لوڈ کرنے کے لیے آپ اپنے فون یا اینڈرائڈ فون میں App Store میں جاکر وہاں Missing Voters تلاش کیجئے، ورنہ آپ 9963748187 پر فون بھی کرسکتے ہیں۔

محققین کے اس گروپ کے پروگرام میں یہ بھی شامل ہے کہ محلّہ وار ووٹر لسٹ مساجد کی دیواروں پر چسپاں کردی جائیں، جہاں لوگ دیکھ سکتے ہیں کہ ان کا نام الیکشن کمیشن کی فہرست میں ہے کہ نہیں اور اگر نہیں ہے تو اس کے لیے بروقت ضروری کارروائی کرسکیں، 2019 کے پارلیمانی الیکشن کے لیے اپنے کو ووٹر لسٹ میں ڈلوانے کے لیے درخواست دینے کی آخری تاریخ 4 جنوری ہے، امام وخطیب صاحبان کی مخصوص توجہ درکار ہے، جس طرح امتحان کے پرچہ میں 10 میں سے کسی بھی 4 سوالوں کا جواب آپ لکھ سکتے ہیں، لیکن پہلا سوال لازمی ہوتا ہے اور اگر اسے چھوڑ دیا تو امیدوار کی کل کارکردگی ناقص ہوجاتی ہے، اسی طرح اپنے حق رائے دہی کو برقرار رکھنے کے لیے تگ ودو کرنا بنیادی اہمیت کا حامل ہے اور اپنے چاروں طرف قرب وجوار میں سیکڑوں لوگوں کی بھی خبرداری ضروری ہے، ہمیں معقول، منصوبہ بند، منظّم، نیک نہاد، مستحکم اور متواتر کوشش کرتے رہنا ہوگا، تبھی ہم اپنے کو بااختیار بنا پائیں گے، ہمیں صرف 2019 پر اپنی توجہ مرکوز نہیں کرنی ہے، بلکہ ہمیں 2119، 2219، 2319 کو بھی مدنظر رکھنا ہوگا، آج ہم جو بھی کریں گے یا نہیں کریں گے، اسی سے طے ہوگا کہ اکیسویں صدی، بائیسویں صدی، تیئسویں صدی اور چوبیسویں صدی کے دوران ہمارے ملک میں ملت کی کیا حیثیت ہے کہ ہم میں سے کچھ کو گوشہ نشینی کے عوض میں گوہر کی آبرو مل جائے؛ لیکن ہماری اس بے عملی سے ہم اپنی ذاتی سرشت تو کھو ہی دیں گے، ساتھ ہی ہمارے سماج میں طغیانی پر بھی منفی اثر پڑے گا، بقول علامہ اقبال

کی ترک تگ و دو قطرہ نے تو آبروئے گوہر تو ملی
آوارگی فطرت بھی گئی اور کشمکش دریا بھی گئی

اُف، یہ دستور زباں بندی ہے کیسا تیری محفل میں

پرویز حفیظ

کچھ دن پہلے منی پور میں آئی ایس ٹی وی نام کے ٹی وی چینل کے اینکر وانگکھیم کشور چندر کو نیشنل سیکورٹی ایکٹ کے تحت گرفتار کرکے جیل میں ڈال دیا گیا، ان کا قصور؟ انہوں نے ریاستی حکومت اور وزیر اعلیٰ این بی سنگھ پر سخت تنقید کی اور حکمراں بی جے پی کو بدھو جوکر پارٹی کہہ دیا تھا، عموماً اس قانون کا اطلاق دہشت گردوں یا ممنوعہ تخریب کار تنظیموں کے کارکنوں کے لیے ہوتا ہے، افسوس کہ منی پور کے اس صحافی کی اس ناجائز گرفتاری پر ملک بھر کے صحافی خاموش ہیں۔

دوسری جانب ایک ماہ قبل جب سی این این کے نامہ نگار جم کوسٹا کے سوالات سے برہم ہوکر صدر ڈونالٹ ٹرمپ نے وہائٹ ہاؤش میں ان کے داخلے پر پابندی لگادی تو امریکی میڈیا نے بیک زبان احتجاج کیا تھا، اس احتجاج میں فاکس ٹی وی بھی شامل تھا، جو سی این این کا سب سے بڑا تجارتی حریف اور ٹرمپ کا سب سے حمایتی میڈیا ہاؤس ہے، جمہوریت میں میڈیا کتنا طاقتور ہوسکتا ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ سی این این نے ٹرمپ انتظامیہ کے اس فیصلے کو عدالت میں چیلنج کرکے اپنے نامہ نگار کے وائٹ ہاؤس میں داخلے پر لگی پابندی ہٹوادی۔

امریکی میڈیا ٹرمپ کو جنونی، بدماغ، احمق اور جنگجو جیسے القابات سے نوازتا رہتا ہے، لیکن نہ کسی صحافی کو فون پر دھمکی دی جاتی ہے اور نہ ہی کسی کے پیچھے ایف بی آئی کو لگایا جاتا ہے، کیا یہاں کوئی حاکم وقت کی شان میں ایسے الفاظ استعمال کرنے کی سوچ بھی سکتا ہے؟ معروف امریکی کالم نویس پال کروگمین نے جو ٹرمپ پر تنقید کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے، ایک بار یہاں تک لکھ دیا کہ اچھے امریکی کبھی ری پبلکن پارٹی کے اراکین نہیں ہوسکتے، ذرا تصور کیجئے ملک بھر میں کیسی قیامت برپا ہوسکتی ہے، اگر ہندوستان کا کوئی صحافی یہ لکھ دے کہ کوئی اچھا ہندوستانی بھاجپائی نہیں ہوسکتا، ٹرمپ کی پالیسیوں پر نہ صرف سوال اٹھائے جارہے ہیں؛ بلکہ ان پر سخت تنقید بھی کی جاتی ہے، پھر بھی حکومت صحافیوں کو ضرر نہیں پہونچاتی، حال میں ٹرمپ نے جب تارکین وطن کے بڑھتے قافلوں کو روکنے کے لیے امریکہ میکسکو سرحد پر حفاظتی انتظامات سخت کردیئے تو میڈیا نے انہیں نسل پرست قرار دے دیا، بی جے پی صدر امت شاہ جب یہ زہر اگلتے ہیں کہ بنگلہ دیش سے آنے والے گھس پیٹھئے دیمک ہیں جنہوں نے ملک کو کھوکھلا کردیا ہے تو کیا کوئی اخبار یا ٹی وی ان کو نسل پرست کہہ سکتا ہے؟ آپ نے شاید غور کیا ہو کہ میڈیا نے اب وی ایچ پی اور بجرنگ دل جیسی تنظیموں کو فرقہ پرست کہنا بھی ترک کردیا ہے؛ بلکہ اب تو کئی ٹی وی اینکر خود ان تنظیموں کی زبان بولنے لگے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ بی جے پی میڈیا کی آزادی سلب کررہی ہے، یہ صورتحال ہے اس ملک کی جسے دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت ہونے کا شرف حاصل ہے، جمہوریت کسی بھی ملک کے لیے ایسی بیش بہا نعمت ہے جس کا ہر قدم پر تحفظ لازمی ہے اور اس کار خیر میں میڈیا کا نہایت کلیدی کردار ہوتا ہے، میڈیا کی آزادی پر آنچ آتی ہے تو جمہوریت کمزور ہوتی ہے، جب بھی کوئی حکمراں میڈیا کی آزادی پر حملہ کرتا ہے یا اس کی آواز دبانے کی کوشش کرتا ہے تو یہ اس بات کا اشارہ ہے کہ وہ جمہوری طریقے سے منتخب ہونے کے باوجود اب غیر جمہوری طریقے سے حکومت کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، میڈیا کی تنقید یا سوالوں کو برداشت نہ کرنا مطلق العنانی کی نشانی ہے، مدراس ہائی کورٹ کے جسٹس پی این پرکاش نے تو حال ہی میں یہاں تک کہہ دیا ہے کہ اگر میڈیا کو آزادانہ طریقے سے کام کرنے کی سہولت نہیں ملے گی تو ہندوستان نازی اسٹیٹ میں بدل جائے گا، جسٹس پرکاش کی وارننگ کو آسانی سے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا، پچھلے ساڑھے چار برسوں میں کئی ایسے واقعات ہوئے ہیں جن سے یہ گمان ہونے لگا ہے کہ ملک کا جمہوری نظام جمہوری راہ سے بھٹک کر ایک نئی راہ پر چل نکلا ہے، جو مطلق العنانیت اور فسطائیت پر ختم ہوتی ہے۔

میاں بیوی کے آپسی معاملے میں تحکیم کی شرعی حیثیت

مولانا محمد فیاض قاسمی

اسلام ایک آفاقی مذہب ہے اور اس میں جاری ہونے والے سارے اصول وضوابط اور احکام وفرمان سب کے سب انسانوں کے بنائے ہوئے یا اختیار کردہ نہیں ہیں؛ بلکہ احکم الحاکمین اور مالک الملک یعنی اللہ رب العزت کی طرف سے نافذ کردہ ہیں، جن کی پیروی کرنا اور بغیر قیل وقال انھیں قبول کرتے ہوئے ان کے مطابق اپنی زندگی گزارنا اللہ کے بندوں کا فرض بنتا ہے اور ان سے منہ موڑنا، یا ان میں اپنے مفاد اور سہولت پسندی کی بنا پر کسی بھی طرح کا کتر بیونت اور ایسا تغیر وتبدل کرنا جو روحِ شریعت اور اسلامی ڈھانچوں کے خلاف اور متضاد ہو، وہ گویا رب العالمین کی بندگی سے انکار اور انحراف کرنا ہے؛ جو کہ عین ہلاکت اور ضلالت وگمرہی ہے۔ یہ بات ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ اسلام دشمن عناصر پوری دنیا میں مختلف صورتوں اور جداگانہ تدابیر اور پروپیگنڈوں سے ہمہ وقت اور ہر آن اسلام کی روشنی بجھانے کے درپے ہیں۔ خود حکومتی سطح کی تنظیمیں اور ذمہ دار قسم کے افراد بھی طرح طرح کا روپ دھار کر امتِ مسلمہ کو مغالطہ میں ڈالنا چاہتے ہیں اور ایسے قوانین اور فیصلوں کو صادر ونافذ کرنا چاہتے ہیں جو ہمارے دینِ متین کے خلاف ہونے کے ساتھ ساتھ پوری مسلم قوم کی دل آزاری کا سبب بنتے ہیں، جو اخلاقاً یا قانوناً کسی بھی طرح درست نہیں ہیں اور جس سے اس ملک کی سالمیت پر بھی ضرب آتی ہے۔ چنانچہ چند سال پہلے ممبئی ہائی کورٹ نے فیصلہ دیا ہے کہ ”طلاق واقع ہونے کے لیے تحکیم کے مرحلے سے گزرنا ضروری ہے، جب تک شقاق کی نوبت نہ آجائے اور اس کے بعد تحکیم کے ذریعہ مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش نہ کی جائے اگر شوہر طلاق دے بھی دے تو یہ طلاق معتبر نہیں ہوگی اور وہ عورت اس کی بیوی سمجھی جائے گی“۔ ظاہر ہے یہ فیصلہ واضح طور پر اسلامی شریعت کے خلاف ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ”اَلطَّلاقُ لِمَن اَخذَ بِالسَّاق“ یعنی طلاق کا پورا اختیار شوہر کو ہے۔ اس میں وہ کسی ثالث کے تابع نہیں ہے اور نہ ہی وہ طلاق دینے میں کسی کا محتاج ہے۔ کسی ثالث کے فیصلہ اور اجازت پر شوہر کی طلاق معلق نہیں ہوا کرتی؛ یعنی شوہر نے طلاق دے دی تو بہر حال طلاق واقع ہوجائے گی، اس کے وقوع وعدم وقوع میں تحکیم یعنی ثالث کے فیصلے اور اجازت کو کوئی دخل نہیں ہے۔

قرآن کریم کے اندر تحکیم کا تذکرہ آیا ہے۔ تحکیم کے معنی ہیں: حَکَم اور فیصل ماننا یا بنانا؛ یعنی میاں بیوی کا اپنے معاملہ کے تصفیہ اور حل کے لیے اور اپنے آپسی تنازع کو سلجھانے کی خاطر کسی کو فیصل مان کر اس کے فیصلہ کے مطابق عمل کرنا۔ آیت کریمہ: ”فَابْعَثُوْا حَكَماً مِنْ اَهْلِه وَحَكَماً مِن اَهْلِهَا“ (یعنی جب میاں بیوی میں نزاع اور جھگڑا پیدا ہوجائے تو دونوں خاندان والوں کو چاہیے کہ ایک ایک حکم (فیصل) مقرر کرلیں جو ان دونوں کے معاملہ کو افہام وتفہیم کے ذریعہ حل کرے) میں تحکیم کی حیثیت جواز اور استحباب کی ہے، واجب اور لازم نہیں۔ علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ ایک آدمی کو بھی حکم بنا کر بھیجنا جائز ہے؛ اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زانیہ عورت کے پاس ایک شخص کو بھیجا اور فرمایا کہ اگر وہ اعتراف کرلیتی ہے تو اسے رجم کردو۔

وَيُجْزِیءِ اِرْسَالُ الْوَاحِدِ لِاَنَّ اللّٰهَ سُبحانَه حَكَمَ فی الْزِنیٰ بِاَرْبَعَةِ شُهُوْدٍ، ثُم قَد اَرسَلَ النبیُ علیہ السلامُ اِلَی الْمَرْاَةِ الزَانِیَةِ اَنِیساً وَحْدَه وَقَالَ لَه: اِن اِعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا، قُلتُ وَاِذَا جَازَ اِرْسَالُ الْوَاحِدِ فَلَوْ حَكَمَ الزَوْجَانِ وَاحِدًا لَاَجْزَأَ وَهُوَ بِالْجَوَازِ اَولیٰ اِذَا رَضِيَا بِذٰلِکَ، اِنَّمَا خَاطَبَ اللّٰهُ بِاِرْسَالِ الْحُكَّامِ دُونَ الزَوْجَینِ، فَاِنْ اَرسَلَ الزَوْجَانِ حَكَمَیْنِ وَحَكَماً نَفَذَ حُكْمُهُمَا لِاَنَّ التَّحْكِیمَ عِنْدَنَا جَائِزٌ. (الجامع لاحکام القرآن: ۵/ ۱۷۷، ۱۷۸، بیروت)

امام شافعیؒ نے بھی فرمایا ہے کہ حاکم کے لیے مستحب ہے کہ وہ دو عادل آدمی کو حکم بنا کر بھیجے اور اگر حکمین زوجین کے خاندان سے ہوں تو زیادہ اولیٰ ہے، ورنہ اجنبی بھی بن سکتے ہیں۔

قَالَ الشافعي: اَلْمُستَحَبُ اَنْ يَبْعَثَ الْحَاكِمُ عدلَیْنِ وَيَجعلَهما حَكمين، وَالاَولیٰ اَن يَكون وَاحدٌ مِنْ اَهلِه وَوَاحِدٌ مِن اَهلِها الخ فَاِنْ كَانَا اَجْنَبِيَّيْنِ جَازَ. (التفسیر الکبیر: ۱۰/ ۹۳)

نیز آیت ”فابعثوا حکما“ الخ، اگرچہ امر کا صیغہ ہے؛ لیکن یہ وجوب کے لیے نہیں ہے؛ بلکہ استحباب کے لیے، جس کی وضاحت حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے زمانہ میں واقع ہونے والی طلاق سے ہوتی ہے کہ آپ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دیا، پھر آپ نے رجعت فرمالی۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے دیا تو آپ نے فرمایا کہ اسے کہو کہ وہ رجعت کرلے۔

عَن سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عن اِبنِ عباس عَنْ عُمَرَ اَنَّ النَبیَّ صلی اللّٰهُ علیه وسلم طَلَّقَ حَفْصَةَ ثُمَّ رَاجَعَهَا. (ابوداؤد: ۱/ ۳۱۱)

عن نَافِعٍ عَنْ اِبْنِ عُمَرَ قَالَ طَلَّقْتُ اِمْرَأَتِي علیٰ عَهْدِ رَسولِ اللّٰهِ صلی اللّٰه عَلَيهِ وَسَلَّم وَهِیَ حَائِضٌ فَذَكَرَ ذٰلِکَ عُمَرُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم فَقَالَ مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا. (مسلم: ۱/ ۴۷۶)

یہ احادیث اس بات کی شاہد ہیں کہ مذکورہ طلاقیں واقع ہوئیں اور ان کے وقوع کے لیے کسی حکم کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ معلوم ہوا کہ تحکیم کا حکم استحبابی ہے، وجوبی اور لازمی نہیں۔

اسی طرح تحکیم سے متعلق آیت کا تعلق طلاق سے نہیں؛ بلکہ اس میں صرف زوجین کی اصلاح کے لیے حکمین متعین کیے جانے کی ترغیب ہے اور ان کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ وہ زوجین کے درمیان حتی الوسع اصلاح واتفاق کرنے کی کوشش کریں، اس کے علاوہ ان کا دوسرا کام نہیں ہے۔ اگر حکمین سے اصلاح حال نہ ہوسکے تو زوجین کو اپنی حالت پر چھوڑ دے، خود زوجین ہی اپنے حال کے مطابق مصالحت، صبر، طلاق یا خلع کے ذریعہ اپنا فیصلہ کرلیں گے۔ حکمین کو زوجین کے درمیان تفریق کرانے کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔ ہاں اگر زوجین اپنی تفریق کو حکمین کے سپرد کردیں تو اس وقت یہ حکمین وکیل ہوجائیں گے اور پھر ان کے لیے زوجین کے درمیان بحیثیت وکیل تفریق کرانا جائز ہوگا۔

ذَهَبَ الْحَنَفِيَّةُ اِلَی اَنَّ مُهِمَّةَ الْحَكَمَيْنِ الْاِصْلَاحُ لَاغَيْرُ، فَاِذَا نَجَحَا بِه فَبِهَا وَاِلَّا تَرَكَا الزَّوْجَيْنِ عَلٰی حَالِهِمَا لِيَتَغَلَّبَا عَلٰی نِزَاعِهِمَا بِنَفْسِهِمَا، اَمَّا بِالْمُصَالَحَةِ اَوْبِالصَّبْرِ اَوْ بِالطَّلَاقِ اَوْ بِالْمُخَالَعَةِ، وَلَيْسَ لِلْحَكَمَيْنِ اَلتَّفْرِيْقُ بَيْنَ الزَّوْجَيْنِ اِلَّا أن يُفَوِّضَ الزَّوْجَانِ اِلَيْهِمَا ذٰلِکَ، فَاِنْ فَوَّضَا هُمَا بِالتَّفْرِيْقِ بَعْدَ الْعَجْزِ عَنِ التَّوْفِيْقِ كَانَا وَكِيْلَيْنِ عَنْهُمَا فِی ذٰلِکَ وَجَازَ لَهُمَا التَفْرِيْقُ بَيْنَهُمَا بِهٰذِه الْوَكَالَةِ. (الموسوعة الفقهية: ۲۹/ ۵۴)

نیز اس آیت میں آگے چل کر ایک جملہ اللہ پاک نے فرمایا: ﴿اِنْ يُرِيْدَا اِصْلَاحاً يُوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا﴾ جو اس بات پر دال ہے کہ بعث حکمین کا جملہ طلاق سے متعلق نہیں ہے؛ اگر ایسا ہوتا تو پھر آخر والے اس ٹکڑے سے حکمین کے مقصد اور کام کی وضاحت نہ کی جاتی؛ البتہ مالکیہ کے نزدیک یہ ہے کہ اگر حکمین جھگڑا سلجھانے سے عاجز آگئے تو انھیں زوجین کے درمیان تفریق کرانے کا پورا اختیار ہے وکیل بنے بغیر۔

ذَهَبَ الْمَالِكِيَّةُ اِلَی اَنَّ وَاجِبَ الْحَكَمَيْنِ الْاِصْلَاحُ اَوَّلاً فَاِنْ عَجَزَ عَنْهُ لِتَحَكُّمِ الشِّقَاقِ كَانَ لَهُمَا الْتَفْرِيْقُ بَيْنَ الْزَّوْجَيْنِ دُوْنَ وَكِيْل. (الموسوعة: ۲۹/ ۴۵)

شوافع اپنے ظاہر قول میں احناف کے ساتھ ہیں؛ البتہ قول ثانی میں ان کے یہاں بھی حکمین کو بلا اجازت اور رضا مندیِ زوجین کے تفریق کا اختیار ہے۔ وَعَلَی الْقَوْلِ الثَانِی لاَ يُشْتَرَطُ رِضَا الزَّوْجَيْنِ بِبَعْثِهِمَا وَيَحْكُمَان بِمَا يَرِيَانِه مَصْلِحَةً مِنَ الْجَمْعِ اَوِ الْتَّفْرِيْقِ. (الموسوعة: ۲۹/ ۴۵)

حنابلہ بھی ایک قول میں احناف کے ساتھ ہیں اور دوسرے قول میں شوافع کے ساتھ ہیں۔

وَفِی قَوْلٍ آخَرَ لَهُمَا ذٰلِکَ. (الموسوعة: ۲۹/ ۵۵)

لیکن قولِ راجح احناف کا ہے، جس کی تائید حضرت علی کرم اللہ وجہ کی عدالت میں پیش ہونے والے واقعہ سے ہوتی ہے، جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حکمین کو ان کی ذمہ داری بتائی اور پھر حکمین سے بھی آپ نے رائے معلوم کی۔

رَوَی الْدَّارَ قُطْنِی مِنْ حَدِيْثِ مُحمدِ بْنِ سِيرِينَ عَن عُبَيدَةَ فِی هٰذه الْاٰيَةِ ﴿وَاِن خِفْتُمْ شِقَاقَ بَينِهما فَابْعَثُوا حَكَما مِن اَهلِه وحَكَمًا من أهلها﴾ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ وَامْرَأَةٌ اِلٰی عَلِیٍ مَعَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا فِئَامٌ مِنَ الْنَّاسِ فَاَمَرَهُمْ فَابعَثُوا حكمًا مِن اَهلِه وَحَكَمًا مِن اَهلِها، وَقَالَ لِلْحَكَمَينِ هَلْ تَدْرِيَانِ مَا عَلَيْكُمَا؟ عَلَيْكُمَا اِنْ رَأَيْتُمَا اَنْ تفرَّقَا فَرَّقْتُمَا، فَقَالَتِ الْمَرْأَةُ رَضِيتُ بِكِتَابِ اللّٰهِ بِمَا عَلَّی فِيهِ وَلِیَ، وَقَالَ الْزَّوْجُ اَمَّا الْفُرْقَةُ فَلَا، فَقَالَ عَلِی: كَذَبْتَ، وَاللّٰهِ لَاتَبْرَحُ حَتّٰی تُقِرَّ بِمِثْلِ الَّذِیْ اَقَرَّتْ به. وَهٰذَا اِسْنَادٌ صَحِيحٌ ثَابتٌ عَنْ عَلِیٍ مِنْ وُجُوهٍ ثَابِتَةٍ عَنْ اِبْنِ سِيرِينَ عَنْ عُبَيدَةَ، قَالَه اَبُو عُمَرَ. اِحْتَجَّ اَبو حَنِيْفَةَ بِقَوْلِ عَلِیٍ عَنْهُ لِلزَّوجِ لَاتَبْرَحُ حَتّٰی تَرْضٰی بِمَا رَضِيَتْ بِه فَدَلَّ عَلٰی اَنَّ مَذْهَبَه اَنهُمَا لَايُفَرِّقَان اِلَّا بِرِضَا الْزَّوْجِ، وَبِاَنَّ الْاَصْلَ الْمُجْتَمَعَ عَلَيْهِ اَنَّ الْطَّلَاقَ بِيَدِ الْزَوْجِ اَوْبِيَدِ مَنْ جُعِلَ ذٰلِکَ اِلَيْهِ. (تفسیر القرطبی: ۵/ ۱۷۷)

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب عثمانی ”معارف القرآن“ میں لکھتے ہیں کہ اس واقعہ سے بعض ائمہ مجتہدین نے یہ مسئلہ اخذ کیا کہ حکمین کا با اختیار ہونا ضروری ہے، جیسا کہ حضرت علیؓ نے فریقین سے کہہ کر ان کو با اختیار بنوایا اور امام اعظم ابوحنیفہؒ اور حسن بصریؒ نے یہ قرار دیا کہ اگر حکمین کا با اختیار ہونا امر شرعی اور ضروری ہوتا تو حضرت علی کرم اللہ وجہ کے ارشاد اور فریقین سے رضا مندی حاصل کرنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہوتی۔ فریقین کو راضی کرنے کی کوشش خود اس بات کی دلیل ہے کہ اصل سے یہ حکمین با اختیار نہیں ہوتے، ہاں میاں بیوی ان کو مختار بنا دیں تو با اختیار ہوجاتے ہیں۔ (معارف القرآن: ۲/ ۴۰۴)

اسی طرح حضرت تھانویؒ نے لکھا ہے کہ ان دونوں حکمین کا اصل کام اتنا ہی ہے: ”اصلاح حال“؛ البتہ اگر زوجین اپنے حکم کو طلاق یا خلع کا اختیار بھی دے دیں تو وکالۃً وہ اس کے مختار بھی ہوجائیں گے؛ مگر اس آیت میں اس سے تعرض نہیں۔ (بیان القرآن: ۲/ ۱۱۵)

تحکیمِ طلاق کے لیے شرط کے درجہ میں نہیں ہے۔ فقہاء کے نزدیک طلاق کی شرطیں تین طرح کی ہیں: بعض کا تعلق مطلِق (طلاق دینے والے) سے ہے، بعض کا تعلق مطلَقہ سے ہے اور بعض کا تعلق صیغۂ طلاق سے ہے۔ مطلِق سے متعلق چار شرطیں ہیں: 1۔ شوہر ہونا، 2۔ بالغ ہونا، 3۔ عاقل ہونا، 4۔ قصد واختیار والا ہونا۔ مطلقہ سے متعلق دو شرطیں ہیں: 1۔ آپس میں زوجیت قائم ہو حقیقتاً ہو یا حکماً، 2۔ مطلقہ کو اشارہ، صفت یا نیت کے ذریعہ متعین کرنا۔ (موسوعہ ۲۹) طلاق کی مذکورہ شرطوں سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ تحکیم طلاق کے لیے شرط نہیں ہے۔ بغیر تحکیم کے طلاق واقع ہوجاتی ہے۔ اگر تحکیم شرط ہوتی تو شرائط کے باب میں ضرورا سے بیان کیا جاتا۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ صرف لفظ کا تکلم کرلیا اور اس سے حقیقتاً یا مجازاً طلاق مراد نہیں لیا، یعنی مذاقاً بھی اگر تکلم کرلے تو بھی طلاق واقع ہوجائے گی۔

عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَی اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثٌ جِدُهُنَّ جِدٌ وَهَزْلُهُنَّ جِدٌ: اَلْنِّكَاحُ وَالْطَّلَاقُ وَالرَّجْعَةُ (ابوداؤد: ۱/ ۲۹۸)

طلاق کے معتبر ہونے کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ میاں بیوی میں نزاع اور شقاق پیدا ہو؛ بلکہ جھگڑا اور نزاع کے پیدا ہوئے بغیر بھی اگر شوہر نے طلاق دی تو واقع ہوجائے گی۔ حدیث ”ثَلَاثٌ جِدُ هُنَّ جِدٌ وَهَزْلُهُنَّ جِدٌ“ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وقوعِ طلاق کے لیے نزاع ضروری نہیں؛ بلکہ مذاقاً بھی اگر طلاق دے دی، تب بھی واقع ہوجائے گی۔

پرائیویسی قانون کی دھجیاں اڑاتے ہوئے حکومت اب ہر کمپیوٹر کی جاسوسی کرے گی

اتم سین گپتا

مودی حکومت کی وزارت داخلہ نے جمعرات کو ایک حکم جاری کیا ہے۔ داخلہ سکریٹری رجوی گوبا کے دستخط سے جاری اس حکم میں سبھی خفیہ ایجنسیوں، ریاستوں کی پولس وغیرہ کو اختیار دے دیا گیا ہے کہ وہ کسی بھی کمپیوٹر کی نگرانی کرسکتی ہیں، کسی بھی فون کو ٹیپ کرسکتی ہیں۔ ویسے بھی گزشتہ کئی سالوں سے ایجنسیاں منمانے طریقے سے الیکٹرانک جاسوسی کرتی رہی ہیں۔ اسی سال جنوری میں جب اتر پردیش کے وزیراعلیٰ یوگی آدتیہ ناتھ کے گھر کے باہر لکھنؤ میں کچھ لوگوں نے آلو سڑک پر پھینک دیے تھے تو یوپی پولس نے باضابطہ اعتراف کیا تھا کہ اس نے کم از کم ۱۰؍ہزار ٹیلی فون پر نظر رکھی تھی اور آخرکار دو قصورواروں کو پکڑا تھا۔ ان دونوں لوگوں پر وزیراعلیٰ کو بدنام کرنے کا الزام عائد کیا گیا تھا۔

وزارت داخلہ کے اس تازہ حکم میں ۱۰؍ایجنسیوں کی فہرست دی گئی ہے جنھیں کمپیوٹر کی نگرانی کرنے، اس میں جھانکنے، اس میں اسٹور ڈاٹا، اطلاعات اور دستاویز وغیرہ کو حاصل کرنے، فون یا دیگر کمپیوٹر ذرائع میں جمع کوئی بھی جانکاری حاصل کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ جن ایجنسیوں کو یہ اختیار دیا گیا ہے ان میں انٹیلی جنس بیورو (آئی بی)، نارکوٹکس کنٹرول بیورو (این سی بی)، انفورسمنٹ ڈائریکٹوریٹ (ای ڈی)، سنٹرل بورڈ آف ڈائریکٹ ٹیکسز (سی بی ڈی ٹی)، ڈائریکٹوریٹ آف ریونیو انٹیلی جنس (ڈی آر آئی)، سنٹرل بیورو آف انوسٹی گیشن (سی بی آئی)، نیشنل انوسٹی گیشن ایجنسی (این آئی اے) کابینہ سکریٹریٹ یعنی (را) اور ڈائریکٹوریٹ آف سگنل انٹلی جنس کمشنر آف پولس کے علاوہ دہلی پولس وغیرہ شامل ہیں۔ اس فہرست کو دیکھیں تو واضح ہو جاتا ہے کہ ہندوستان اب ایک پولس اسٹیٹ یعنی ایسا ملک بن گیا ہے جہاں تاناشاہی کا راج ہے اور جو پولس اور دیگر ایجنسیوں کے ذریعہ عام شہریوں کی جاسوسی کراتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ آئندہ سال ہونے والے لوک سبھا انتخابات سے عین قبل ایسا حکم، وہ بھی جلد بازی میں جاری کرنے کی حکومت کو کیا ضرورت تھی؟ اس حکم کے جاری ہونے کے وقت کو لے کر ہی سب سے بڑا سوال ہے۔ شمال مشرق اور جموں وکشمیر کو چھوڑ دیں تو عمومی طور پر پورے ملک میں امن قائم ہے، ہاں کبھی کبھی فرقہ وارانہ تصادم اور کسانوں کی تحریکوں کی خبریں سامنے آتی رہی ہیں، تو پھر آخر ایسا کیا ہوا کہ مودی حکومت نے تقریباً ہر ایجنسی کو اتنا اہم اختیار دے دیا؟

اس کے تین اسباب ہو سکتے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ حکومت کو ایسی خفیہ رپورٹ ملی ہو کہ ملک میں بڑے پیمانے پر کوئی گڑبڑی پھیلانے کی سازش کی جا رہی ہے اور حکومت نے اسے روکنے کے لیے یہ قدم اٹھایا ہے، یہ بھی ممکن ہے کہ حکومت اپنے سیاسی مخالفین کے خلاف گرفتاریوں یا کریک ڈاؤن کی تیاری کر رہی ہے، یا پھر حکومت کو ایسا لگنے لگا ہے کہ ایجنسیوں کے ذریعہ پہلے سے کی جا رہی نگرانی اور جاسوسی ناکافی ہے اور اسے اور بڑھانے کی ضرورت ہے۔ بہرحال نگرانی اور جاسوسی کو عملی جامہ پہنانے کے پیچھے منشا یہ بھی ہوسکتی ہے کہ حکومت نے سابق میں جو بھی آپریشن کیا ہے انھیں قانونی دائرے میں لے آیا جائے اور ایجنسیوں کے لیے ایک سیکورٹی سطح بھی بن جائے، ایسا غالباً اس لیے بھی کیا گیا ہے کہ حکومت بدلنے پر ایجنسیوں کو خود کو بچانے میں مدد ملے۔

یہاں یہ بھی اہم ہے کہ ریاستوں اور مرکز دونوں کے سکریٹریوں کو ایسے حکم دینے کا حق ہے کہ وہ خاص معاملوں میں یا جن میں ضرورت ہو، اس میں نگرانی، جاسوسی یا ڈاٹا وغیرہ نکالنے کی اجازت دے دیں۔ لیکن ۲۰؍دسمبر کو جاری وزارت داخلہ کے اس حکم کے بعد تو ریاستی حکومتوں کے بھی حوصلے بڑھیں گے اور وہ اپنی ریاستوں کی پولس کو بھی ایسے اختیار دے سکتی ہیں، تو کیا پولس ریاست کی برسراقتدار پارٹی کے سیاسی مخالفین کے خلاف اختیارات کا غلط استعمال نہیں کرے گی؟

اس حکم کے بعد سپریم کورٹ کے اس فیصلے کا کیا ہوگا جس میں پرائیویسی قانون کو شہریوں کا بنیادی حق قرار دیا گیا تھا؟ حکومت کے اس حکم سے متعلق ردعمل بھی سامنے آنے لگے ہیں، انٹرنیٹ فریڈم فاؤنڈیشن نے جمعہ کو ہی اس حکم سے متعلق اندیشہ ظاہر کیا اور حکومت سے اپنے فیصلے پر پھر سے غور کرنے کی اپیل کی ہے۔ فاؤنڈیشن نے کہا کہ بہتر ہوتا کہ حکومت اس بارے میں عام لوگوں سے بات کرتی اور شفاف طریقے سے نگرانی اصلاح اور ڈاٹا سیکورٹی پر فیصلہ کرتی، فاؤنڈیشن نے کہا ہے کہ اگر حکومت اس اپیل پر دھیان نہیں دیتی ہے تو وہ عدالت کا رخ کرے گی، فاؤنڈیشن نے یہ بھی کہا ہے کہ ’’وزارت داخلہ کا حکم ٹیلی فون ٹیپنگ سے کہیں آگے جاتا ہوا نظر آتا ہے، اس حکم میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ کہیں زیادہ پرائیویسی قانون کی خلاف ورزی ہے۔‘‘

دراصل مودی حکومت کا مسئلہ ہی یہ رہا ہے کہ اس کے کام کے طور طریقے بے حد اٹ پٹے ہیں۔ یہ حکومت بغیر کسی صلاح ومشورے کے فیصلے لیتی ہے۔ ابھی حال ہی میں حکومت نے سپریم کورٹ میں کہا تھا کہ آر ٹی آئی ایکٹ میں تبدیلی کرنے سے قبل سنٹرل انفارمیشن کمیشن سے صلاح ومشورہ کرنا ضروری نہیں ہے۔ ماحول ایسا بن چکا ہے کہ اب تو بس عدلیہ پر ہی بھروسہ ہے، وہی ملک کو ایک پولس اسٹیٹ بننے سے بچاسکتی ہے۔

بدحال کسان

دیوندر جوشی (جن ستا ۲۱؍دسمبر ۲۰۱۸ء)

ترجمہ : محمد عادل فریدی

ملک کے الگ الگ حصوں سے کسانوں کے ذریعہ منڈیوں کے باہر پیاز لہسن، آلو، ٹماٹر وغیرہ کی فصلیں پھینکنے کی تصویریں دیکھ دیکھ کر ندامت اور افسوس ہوتا ہے۔ کسان کا المیہ ہے کہ لہسن کی قیمت دو سے تین روپئے اور پیاز کی قیمت ڈھائی سے تین روپئے کیلو مل رہی ہے ایسے میں کسان اپنی فصل پھینکے گا نہیں تو کیا کرے گا؟ اتنی کم قیمت میں منافع ملنا یا لاگت نکلنا تو دور فصل کو منڈی تک لانے کا خرچ بھی نہیں نکل پا رہا ہے، یہی حال دوسری فصلوں کا بھی ہے، اسی درد کو لے کر دو سو سے زیادہ کسان تنظیموں سے جڑے کسانوں نے دہلی کے جنتر منتر پر احتجاج کیا تھا۔ ان کا مطالبہ تھا کہ کسانوں کے مسائل کے سلسلہ میں پارلیامنٹ کا خصوصی سیشن طلب کیا جائے، وہ سوامی ناتھن کمیٹی کی سفارشوں کے مطابق فصل کی مناسب قیمت کا مطالبہ کر رہے تھے۔ لیکن زراعت پر منحصر ملک میں کسانوں کی سننے والا کون ہے؟ یہی وجہ ہے کہ فصلوں کو سڑک پر پھینکنے اور کسانوں کی خودکشی کے بڑھتے واقعات کے باوجود کسانوں کے مسائل نہ تو انتخابی ایجنڈا بن پاتے ہیں اور نہ ہی کسانوں کی بدحالی کی دردناک تصویریں کسی کے ضمیر کو بیدار کرتی ہیں۔ اس سے ایسا لگتا ہے کہ ہم لوگ دن بدن احساس سے عاری ہوتے جا رہے ہیں۔

کہنے کو تو ملک کے کسانوں کو ’’انّ داتا‘‘، ’’بھومی پتر‘‘، ’’دھرتی کا لعل‘‘ جیسے خطابات سے نوازا جاتا ہے، انّ داتا لفظ سننے سے احساس ہوتا ہے کہ کسان انّ یعنی کھانا دینے والا ہے، لیکن جسے خود اپنے لیے ہی دو وقت کی روٹی کا بندوبست کرنے میں ناکام ہونے پر کبھی اپنے ہی کھیت کے پیڑ سے لٹک کر جان دینی پڑتی ہو، یا اپنے حق کی لڑائی لڑتے ہوئے ڈنڈوں اور گولیوں کا شکار ہونا پڑے، وہ کاہے کا ’’انّ داتا‘‘ آج کے حالات کے پیش نظر کسان کے ’’انّ داتا‘‘ کا لفظ بالکل مناسب نہیں ہے، کیوں کہ جس کی ساری زندگی قرض معافی، معاوضہ، فصل بیما، سپورٹ پرائس وغیرہ کے چیک بھنانے میں گذرتی ہو وہ بھلا ’’داتا‘‘ کیسے ہوسکتا ہے۔ داتا تو وہ ہوتا ہے جو کسی کو کچھ دیتا ہے، جو تاعمر سرکار، بینکوں، آڑھتیوں، دلالوں، مہاجنوں اور ساہوکاروں کی دہلیز پر ہاتھ پھیلائے رہے اسے ’انّ داتا‘ کہنا ’انّ‘ اور ’داتا‘ دونوں کی توہین ہے۔

کسان کی زندگی میں کبھی بھی سکون نہیں ہے، اگر فصل اچھی ہو جائے تو قیمت کے لالے پڑ جاتے ہیں، اور جس سال قیمت اچھی ہوتی ہے اس سال خشک سالی اور قحط سے کمر ٹوٹ جاتی ہے، اور ساری امیدوں پر پانی پھر جاتا ہے، اسی غیر یقینی حالات کی بنیاد پر ہندوستانی زراعت کو مانسون کا جوا کہا جاتا ہے، کتابوں میں لکھا ہے کہ بھارت کا کسان قرض میں پیدا ہوتا ہے، قرض میں بڑا ہوتا ہے اور ایک دن قرض میں ہی مر جاتا ہے۔ لیکن آج کی حقیقت یہ ہے کہ بھارت کے کسان کی زندگی قطار میں شروع ہوتی ہے، قطار میں ہی گذرتی ہے اور ایک دن قطار میں ہی ختم ہو جاتی ہے، کھاد کے لیے قطار، بیج کے لیے قطار، پیداوار کو بیچنے کے لیے قطار، اور فصل کا چیک بھنانے کے لیے پھر سے قطار۔

کل گھریلو پیداوار جی ڈی پی میں زراعت کا حصہ گھٹتے ہوئے اب صرف تیرہ فیصد ہی رہ گیا ہے، کسانوں کی حالت بد سے بدتر ہوتی جا رہی ہے، دو سال پہلے قرض معافی کا مطالبہ لے کر تمل ناڈو کے کسانوں چالیس دنوں تک دہلی کے جنتر منتر پر دھرنا دے کر پورے ملک کی توجہ اپنی طرف کھینچی تھی، مہاراشٹر کے کسانوں نے ممبئی تک پیدل مارچ نکال کر اپنی ریاستی سرکار کو اپنی بدحالی کی داستان سنانے کی کوشش کی تھی، اسے المیہ ہی کہا جائے گا کہ ملک کی اقتصادیات کا بڑا حصہ زراعت پر مبنی ہونے کے باوجود بھی یہاں زراعت حکومتوں کی نظر میں ترجیحی حیثیت حاصل نہیں کرسکی ہے۔ کھیتی اور کسان کو مرکزی حیثیت دے کر اگر کوئی پالیسی بنائی گئی ہوتی تو آج ملک کے مختلف حصوں میں کسانوں کی خودکشی اور کھیتی کی بدحالی کی بھیانک تصویریں دکھائی نہیں دیتیں۔

کھیتی لگاتار گھاٹے کا سودا بنتی جا رہی ہے، صنعت اور سروسز کے میدان میں جہاں جی ڈی پی میں اضافے کی شرح پچھلے دو سالوں میں سات فیصد رہی وہیں فصل کی قیمتوں پر مبنی اضافہ کی شرح دو فیصد سے بھی نیچے آ گئی۔ کہنے کو تو ملک کی آبادی میں کسانوں اور مزدوروں کا تناسب ساٹھ فیصد ہے، لیکن زراعت سے ہونے والی آمدنی کے معاملہ میں ملک لگاتار پیچھے ہوتا جا رہا ہے۔ تعجب تو یہ ہے کہ سرکاری اعداد وشمار میں زراعت لگاتار بڑھ رہی ہے، لیکن دوسری طرف کسانوں کی بدحالی سے نمٹنے کے لیے نہ تو کوئی ٹھوس منصوبہ ہے اور نہ ہی سیاسی عزم۔ جب جب انتخابات قریب آتے ہیں، کسانوں کو سستے قرض اور قرض معافی کا تحفہ دے کر انہیں ووٹ بینک کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ کسانوں کی حالت میں مستقل طور پر کوئی بہتری کبھی ممکن ہی نہیں ہو پاتی ہے، نتیجتاً ملک کے کسی نہ کسی حصے میں کسان اپنے مسائل کو لے کر احتجاج کرتے ہی نظر آتے ہیں۔

قرض معافی سے زیادہ آج زراعت کے میدان میں عمومی سرمایہ کاری کی سخت ضرورت ہے، گذشتہ چار سالوں میں زراعت کے شعبہ میں سرمایہ کاری کی شرح دس فیصد سے گھٹ کر ۲ء۳؍فیصد رہ گئی ہے، اس دوران قرضوں میں اکیس فیصد کا اضافہ درج کیا گیا، زراعت میں اقتصادی توازن برقرار رکھنے کے لیے لاگت کی قیمت پر سبسڈی یا سینچائی کے کام میں آنے والی بجلی کے بل میں ہوئے اضافہ کو بھی واپس لیے جانے کی ضرورت ہے۔ لیکن اس طرف سرکار کی کوئی توجہ نہیں ہے۔ سپورٹ پرائس کی بات کریں تو ابھی تک صرف تئیس فصلوں کا ہی سپورٹ پرائس متعین ہے، اور صرف بیس فیصد کسانوں کو ہی اس کا فائدہ مل رہا ہے، ان کسانوں کو اس کا کوئی فائدہ نہیں مل رہا ہے، جن کی فصلیں ان تئیس فصلوں میں شامل نہیں ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ کسانوں کے لیے سرکار کچھ بھی نہیں کر رہی ہے، کچھ اچھی کوششیں بھی ہوئی ہیں، جیسے مدھیہ پردیش میں کنٹینیوس پلان نافذ کر کے کسانوں کو ۱۵۲؍کروڑ روپئے کی ادائیگی کی گئی، مگر اس کے باوجود وہاں کے کسانوں کی حالت خستہ ہے، ملک میں کسانوں کی اتنی بڑی آبادی کو دیکھتے ہوئے کچھ حصوں میں ہونے والی چھوٹی موٹی کوششیں اونٹ کے منہ میں زیرہ ثابت ہو رہی ہیں۔ اس طرح کی پہل ملکی پیمانے پر اجتماعی صورت میں ہو تو زراعت کے شعبہ میں بہتری کی کچھ امید کی جا سکتی ہے۔ آج ضرورت ہے کہ کسانوں کو زندگی گذارنے کے لیے بنیادی سہولتیں مہیا کرانے کی فکر کو سرکار کے ترجیحی ایجنڈے میں شامل کیا جائے۔ کسانوں کی بدحالی کی اہم وجہ قرض کے بوجھ میں دبے ہونا ضرور ہے، لیکن صرف یہی ایک وجہ نہیں ہے۔ کسان سینچائی، بیج، کھاد، جدید تکنیکوں جیسی بنیادی سہولتوں سے محروم ہے، اس کی پیداوار کا بازار کے ساتھ تال میل نہیں ہونے کی وجہ سے کسان کو اپنی فصل کی حقیقی قیمت نہیں مل پاتی ہے، بین الاقوامی کمپنیوں کی اجارہ داری نے کسانوں کی خود انحصاری اور روایتی کھیتی کی طاقت پر بہت بُرا اثر ڈالا ہے، نتیجتاً بیج سے لے کر کھاد تک کے لیے کسان مہاجن پر منحصر ہو کر رہ گیا ہے۔ اس میں کوئی دو رائے نہیں کہ زراعت ہو یا تجارت قرض معافی کسی بھی مسئلہ کا مستقل حل نہیں ہے، اس سے وقتی راحت تو پہونچائی جا سکتی ہے، لیکن صرف اس کے بھروسے نہیں رہا جا سکتا ہے، کسانوں کی بدحالی کو دور کرنے کے لیے قرض معافی کے علاوہ دوسرے اسباب کو تلاش کر کے انہیں دور کرنا ہوگا، تبھی کسان کو مستقل طور پر خود کفیل اور مضبوط بنایا جا سکتا ہے۔

سید محمد عادل فریدی

اخبارِ جہاں

شام سے فوج ہٹانے کے سلسلے میں امریکی وزیر دفاع کا استعفیٰ

امریکہ کے وزیر دفاع جم میٹس نے شام سے امریکہ فوج ہٹانے کے سلسلے میں صدر ڈونالڈ ٹرمپ سے اختلافات ہونے کی وجہ استعفیٰ دے دیا ہے۔ امریکی وزیر دفاع نے امریکی صدر کو لکھے گئے خط میں کہا: ''آپ کو ایسے وزیر دفاع رکھنے کا مکمل حق ہے جن کے خیالات مختلف موضوعات پر آپ کے خیالات پر میل کھاتے ہوں۔'' (یو این آئی)

کیرن اسمتھ گوٹیرس کی خصوصی مشیر مقرر

اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل اینٹونیو گوٹیرس نے جنوبی افریقہ کی کیرن اسمتھ کو اپنا خصوصی مشیر مقرر کیا ہے۔ سکریٹری جنرل کے دفتر کے ایک خط کے مطابق وہ کروشیا کی ایوان سمونووچ کی جگہ لیں گی۔ خط کے مطابق محترمہ اسمتھ سکریٹری جنرل کے خصوصی مشیر ایڈم ڈینگ کی رہنمائی میں ۲۰۰۵ء عالمی اجلاس میں جنرل اسمبلی کی طرف سے تیار دستاویز کے آرٹیکل ۱۳۸ر اور ۱۳۹ر پر عمل درآمد، قتل عام کی روک تھام، نظریاتی، سیاسی اور ادارتی ترقی کے لئے کام کریں گی۔ کیرن اسمتھ نے جنوبی افریقہ کے اسٹیلن بوش یونیورسٹی سے بین الاقوامی تعلقات کے موضوع پر پی ایچ ڈی کی ہے۔ (یو این آئی)

اقوام متحدہ کی قیادت میں نگرانی ٹیم یمن میں جنگ بندی کا جائزہ لے گی

اقوام متحدہ کی قیادت میں ایک نگرانی ٹیم یمن کے حساس بندرگاہوں پر جنگ بندی کا معائنہ کرے گی۔ اقوام متحدہ کے ترجمان اسٹیفن دجارک نے بتایا کہ بازآبادکاری تال میل کمیٹی (آر سی سی) کی قیادت ریٹائرڈ میجر جنرل پیٹرک کیم مرٹ کریں گے۔ اقوام متحدہ کے امن محافظ کے طور پر مختلف کردار ادا کرنے والے جنرل پیٹرک ایتھوپیا اور اریٹیریا میں سابق مشن کے فورس کمانڈر اور اقوام متحدہ کے امن فوج کے مشیر کے طور پر اپنی خدمات دے چکے ہیں۔ (یو این آئی)

ڈبلیو ایف پی کی امداد لاکھوں فلسطینیوں کے لیے ناکافی

اقوام متحدہ کے ترجمان اسٹیفن دُجارِک نے کہا ہے کہ عالمی خوراک پروگرام (ڈبلیو ایف پی) کی جانب سے فلسطین کو دی جانے والی امداد میں کمی کی وجہ سے ایک لاکھ نوے ہزار سے زائد فلسطینیوں پر منفی اثر پڑے گا۔ ڈبلیو ایف پی کی امداد میں تخفیف کی وجہ سے فلسطین کے غزہ پٹی اور ویسٹ بینک کے علاقوں میں رہنے والے ایک لاکھ ترانوے ہزار غریب افراد پر منفی اثر پڑے گا، حالانکہ ڈبلیو ایف پی اس تعلق سے فکر مند ہے۔ انہوں نے کہا کہ یکم جنوری سے ویسٹ بینک میں رہنے والے ۲۷ر ہزار افراد کو آئندہ امداد نہیں دی جا سکے گی اور باقی ماندہ کو ڈبلیو ایف پی کی جانب سے ماہانہ امداد ۸۰ر فیصد ہی دی جا سکے گی۔ (یو این آئی)

نیپال میں طلبہ سے بھری بس حادثہ کا شکار، ۱۶ر افراد ہلاک

نیپال میں جمعہ کو ہوئے خوفناک بس حادثہ میں ۱۶ر طلبہ ہلاک ہو گئے جبکہ ۱۲ر شدید طور پر زخمی ہو گئے ہیں۔ حادثہ اس وقت ہوا جب ڈانگ ضلع کے تلسی پور میں طلبہ ایک ٹور سے واپس لوٹ رہے تھے۔ راستہ میں تلسی پور۔ کپورکوٹ روڈ پر بس ۴۰۰ر میٹر گہری کھائی میں گر گئی۔ (قومی آواز)

مسلم مخالف پوسٹ ڈالنے پر اسرائیلی وزیر اعظم کے بیٹے کا فیس بک اکاؤنٹ بلاک

اسرائیلی وزیر اعظم بنجامن نیتن یاہو کے بڑے بیٹے یائر نیتن یاہو کا فیس بک اکاؤنٹ مسلم مخالف پوسٹ ڈالنے کی پاداش میں بلاک کر دیا گیا ہے۔ یائر نیتن نے اپنے فیس بک پیج پر کہا تھا کہ مشرق وسطی میں اسی وقت امن آسکتا ہے جب مسلمان یہاں سے چلے جائیں۔ پوسٹ میں یائر نیتن یاہو نے تمام مسلمانوں سے اسرائیل چھوڑنے کا مطالبہ کیا تھا۔ اس نے پچھلے ہفتہ ویسٹ بینک پر گولی باری میں مارے گئے اسرائیلی فورسز کے دو جوانوں کی موت کا انتقام لینے کی بھی اپیل کی تھی جس کے بعد فیس بک نے یہ کارروائی کی۔ اس کے رد عمل میں یائر نے ٹوئٹر پر لکھا: ''ناقابل یقین، محض تنقید کرنے پر فیس بک نے مجھے چوبیس گھنٹے کے لئے بلاک کر دیا، کیا آپ جانتے ہیں حملے کہاں نہیں ہوتے؟ آئس لینڈ اور جاپان جہاں اتفاق سے مسلمان نہیں ہیں۔'' ایک اور پوسٹ میں انہوں نے لکھا: ''قیام امن صرف دو صورتوں میں ممکن ہے؛ تمام یہودی اسرائیل چھوڑ دیں یا سارے مسلمان اسرائیل چھوڑ دیں۔ میں دوسرے آپشن کو ترجیح دیتا ہوں۔'' (قومی آواز)

صدر ٹرمپ کا شام اور افغانستان سے امریکی فوجیوں کے انخلاء کا فیصلہ

امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ نے افغانستان میں طالبان جنگجوؤں سے برسر پیکار امریکی فوجی دستوں میں سے ۷ر ہزار فوجیوں کو واپس بلانے کا فیصلہ کیا ہے۔ ذرائع کے مطابق امریکہ نے افغانستان سے اپنی نصف فوج بلانے کا فیصلہ کر لیا ہے، افغانستان میں چودہ ہزار امریکی فوجی تعینات ہیں جن میں سے ۷ر ہزار کو واپس بلایا جا رہا ہے۔ اس سے قبل صدر ٹرمپ نے شام سے بھی اپنی فوج واپس بلانے کا حکم دیا تھا۔ (نیوز ایکسپریس پی کے)

مسجد نبوی کے کتب خانے سے سالانہ سات لاکھ افراد مستفید

مسجد نبوی کے کتب خانے میں ایک لاکھ بہتر ہزار سے زائد کتب ہیں جبکہ سالانہ ۷ر لاکھ افراد مستفید ہوتے ہیں۔ کتب خانے کے قیام کو ۸۸ر برس ہو چکے ہیں۔ سعودی عرب میں جاری ایک رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ مسجد نبوی الشریف کا کتاب خانہ ۱۳۵۲ھ ہجری میں اس وقت کے محکمہ اوقاف کے ڈائریکٹر عبید مدنی کی تجویز پر قائم کیا گیا تھا۔ کتب خانہ مختلف ترقیاتی مراحل سے گزرتا رہا جس میں قدیم مخطوطات اور نادر و نایاب کتب کا انمول ذخیرہ موجود ہے۔ (نیوز ایکسپریس)

تعلیم و روزگار

ہندوستان دس شعبوں میں چین کے ساتھ شہری رابطہ بڑھائے گا

ہندوستان اور چین نے دونوں ملکوں کے شہریوں کے درمیان رابطہ بڑھانے کے لیے دس شعبوں کی نشاندہی کی ہے۔ عوام کے درمیان رابطہ بڑھانے کے لیے اعلیٰ سطحی میٹنگ کے بعد وزیر خارجہ سشما سوراج نے اس کی اطلاع دی۔ میٹنگ میں محترمہ سوراج کے ساتھ چینی وزیر خارجہ وانگ یی بھی موجود تھے۔ ششما سوراج نے دونوں ملکوں کے درمیان باہمی تعلقات بڑھانے کے لیے میکانزم کے قیام کا سہرا وزیر اعظم نریندر مودی اور چین کے صدر شی جن پنگ کے سر باندھا۔ اس تناظر میں انہوں نے دونوں رہنماؤں کے درمیان رواں برس اپریل میں ہونے والی غیر رسمی ملاقات کا ذکر کیا۔ مسٹر وانگ نے کہا کہ شہریوں کے درمیان تعلقات بڑھانے کے فیصلے سے دونوں ملکوں کے باہمی تعلقات تاریخی دور میں داخل ہو گئے ہیں۔ انہوں نے دونوں ملکوں کے تعلقات کو بہتر بنانے میں میڈیا کے کردار کو اہم بتاتے ہوئے کہا کہ میڈیا کو حقیقی ہندوستان اور حقیقی چین کی تصویر دکھانی چاہیے اور دونوں کے بڑھتے تعلقات کو اجاگر کرنا چاہیے۔ (یو این آئی)

راحت حسین کو مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی کی ادبی خدمات کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ پر پی ایچ ڈی کی ڈگری

للت نرائن متھلا یونیورسٹی نے ریسرچ اسکالر راحت حسین ساکن چک نصیر، ضلع ویشالی کو امارت شرعیہ کے نائب ناظم و ہفتہ وار نقیب کے مدیر مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی کی ادبی خدمات کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ کے عنوان پر پی ایچ ڈی کی ڈگری تفویض کی ہے۔ یونیورسٹی نے اپنے لیٹر نمبر Memo No: Ph.D.27611-27750/18 مورخہ ۲۰ر دسمبر ۲۰۱۸ء کے ذریعہ انہیں پی ایچ ڈی کے امتحان میں کامیاب ہونے اور ڈگری جاری کرنے کا اعلان کیا۔ امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب، ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی کے علاوہ امارت شرعیہ کے دیگر کارکنان و ذمہ داران نے ڈاکٹر راحت حسین کو ان کی اس کاوش پر مبارک باد دی ہے، ساتھ ہی مفتی صاحب کو بھی اس کے لیے مبارکباد کا مستحق قرار دیا ہے۔ ادارہ نقیب بھی دونوں حضرات کو بہت بہت مبارک باد دیتا ہے۔ (این این بی)

آئی ٹی آئی اب انٹرمیڈیٹ کے مساوی: بہار اسکول ایگزامنیشن بورڈ

بہار کے آئی ٹی آئی پاس طلبہ کو بہار اسکول ایگزامنیشن بورڈ نے بڑی راحت دی ہے اور آئی ٹی آئی کی ڈگری کو اینٹرمیڈیٹ کے مساوی تسلیم کر لیا ہے، یعنی اب ویسے طلبہ جنہوں نے آئی ٹی آئی کورس مکمل کر لیا ہے، انہیں انٹرمیڈیٹ کا امتحان دینے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ اب آئی ٹی آئی کی ڈگری ہی طلبہ کے لیے انٹرمیڈیٹ کی ڈگری مانی جائے گی، اور اس کی بنیاد پر وہ کسی بھی انڈر گریجوئیٹ کورس میں داخلہ لے سکیں گے۔ لیکن اس کے لیے ایک شرط یہ ہے کہ انہیں انگلش اور ہندی میں بھی پاس ہونا ہوگا۔ یاد رہے کہ ریاست میں لمبے عرصے سے آئی ٹی آئی کو انٹرمیڈیٹ کا درجہ دینے کا مطالبہ کیا جا رہا تھا جسے اب تسلیم کر لیا گیا ہے، اس سے قبل ویسے طلبہ کو ہی مقابلہ جاتی امتحانوں میں بیٹھنے کی اجازت ہوتی تھی جنہوں نے آئی ٹی آئی کے ساتھ انٹرمیڈیٹ کا امتحان بھی پاس کیا ہوتا تھا۔ (ایجنسی)

ویشالی کے ایک اسکول میں بچوں کو مذہب اور ذات کی بنیاد پر سیکشن میں بانٹنے کا شرمناک واقعہ

بہار کے ویشالی ضلع میں واقع ایک اسکول میں ذات اور مذہب کے نام پر امتیازی سلوک کا معاملہ سامنے آیا ہے۔ رپورٹس کے مطابق، یہاں بچوں کو ان کے مذہب اور ذات کی بنیاد پر الگ الگ سیکشن میں بٹھایا جا رہا ہے۔ ویشالی کے ضلع مجسٹریٹ نے اس خبر کی تصدیق کی ہے اور اسکول کے پرنسپل کے خلاف کارروائی کرنے کا حکم دیا ہے۔ معاملہ ویشالی کے لال گنج میں جی اے سینئر سکینڈری اسکول کا ہے، اس اسکول کا قیام ۱۹۳۲ء میں ہوا تھا۔ اسکول میں جس طرح ہندو اور مسلمان الگ الگ سیکشن میں ہیں، اسی طرح دلت، او بی سی، ایس سی ایس ٹی اور جنرل کیٹگری کے طلبہ و طالبات کے لیے بھی الگ الگ کمرے ہیں۔ بہار ایجوکیشن منسٹر کرشن نندن پرساد ورما نے کہا کہ معاملے میں جانچ کے حکم دیے گئے ہیں، اس معاملے میں ملزم کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی، یہ بدقسمتی ہے کہ کسی بھی اسکول میں اس طرح کا معاملہ سامنے آیا ہے۔ وہیں اسکول کی پرنسپل مینا کماری کا کہنا ہے کہ مختلف اسکیموں اور کام کی سہولت کے لیے اس طرح کا انتظام کیا گیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ اس معاملے میں کسی گارجین اور بچوں کو کوئی اعتراض نہیں تھا۔ (بحوالہ دی وائر)

طالبہ کا الزام، حجاب کی وجہ سے نہیں دینے دیا یو جی سی نیٹ کا امتحان

ملک کی راجدھانی دہلی میں حجاب پہننے کی وجہ سے ایک طالبہ کو یو جی سی نیٹ کے امتحان میں بیٹھنے کی اجازت نہیں دینے کا معاملہ سامنے آیا ہے۔ دہلی کے جامعہ ملیہ اسلامیہ میں ایم بی اے کی ۲۳ر سالہ طالبہ امیہ خان دہلی کے روہنی علاقے میں واقع ''او جس انسٹی ٹیوٹ آف مینجمنٹ'' میں ۲۰ر دسمبر کو دو پہر ایک بجے امتحان دینے گئی تھی لیکن حجاب نہ اتارنے کی وجہ سے انہیں کو امتحان میں بیٹھنے نہیں دیا گیا۔ امیہ نے بتایا: ''میں مینجمنٹ سے متعلق اپنے موضوع پر نیٹ کا امتحان دینے گئی تھی۔ سینٹر پر میں وقت سے پہلے پہونچ گئی تھی، جب گیٹ کھلا، تو میں اندر جانے لگی، سینٹر پر جو آدمی ہال ٹکٹ کی جانچ کر رہے تھے، انہوں نے کہا کہ آپ کو یہ حجاب اتارنا ہوگا، میں نے اتارنے سے انکار کیا، تو وہ نہیں مانے اور بولے کہ اس کو بنا اتارے آپ امتحان نہیں دے سکتی ہیں۔ امیہ نے جمعرات کو ٹوئٹ کر کے کہا: ''آئین میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ ہم کسی بھی مذہب پر عمل کرنے کے لئے آزاد ہیں، پھر بھی سرکاری ملازمین نے ۲۰ر دسمبر ۲۰۱۸ء کو مجھے نیٹ۔ جے آر ایف کے امتحان میں شامل ہونے کی اجازت نہیں دی۔ میں ان کو سمجھاتی رہی کہ وہ سر کو حجاب سے ڈھکنے کی اجازت دیں، یہ میرے مذہب کا حصہ ہے لیکن وہ نہیں مانے، بالآخر مجھے امتحان دیے بغیر گھر لوٹنا پڑا۔ امیہ کا یہ ٹوئٹ سوشل میڈیا پر وائرل ہو گیا جس کے بعد لوگ سینٹر پر موجود افسروں پر کارروائی کی مانگ کر رہے ہیں۔ (بحوالہ دی وائر)

طب وسائنس

نفسیاتی مسائل اور اس کا علاج

بیسویں صدی میں سائنس، طب اور نفسیات نے اتنی ترقی کی ہے کہ اب ہم ذہنی امراض اور نفسیاتی مسائل کو بہتر طور پر سمجھتے ہیں اور ان کا سائنسی بنیادوں پر علاج کر سکتے ہیں۔ سائنسی طرزِ فکر سے ہم ذہنی مسائل کو کئی خانوں میں تقسیم CLASSIFY کرتے ہیں تا کہ ان کی تشخیص اور علاج میں آسانی ہو، اس مضمون میں ذہنی بیماریوں، نفسیاتی مسائل اور ان کے علاج کا اختصار سے تعارف کرواؤں گا۔ PSYCHOTIC DISORDERS ایسی ذہنی بیماریاں عرفِ عام میں پاگل پن کہلاتی ہیں۔ ان کی مثالیں شائزوفرینیا SCHIZOPHRENIA اور بائی پولر ڈس آرڈر BIPOLAR DISORDER ہیں۔ ایسی بیماریوں کے شکار مریض غیبی آوازیں HALLUCINATIONS سننا شروع کر دیتے ہیں اور انہیں مختلف قسم کے توہمات DELUSIONS گھیر لیتے ہیں جو انہیں بہت پریشان رکھتے ہیں۔ DISORDERS NEUROTIC ایسی نفسیاتی بیماریوں کے مریض ڈیپریشن DEPRESSION اور اینزائٹی ANXIETY کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ڈیپریشن کے مریض اداس رہتے ہیں اور بعض دفعہ خودکشی کے بارے میں سوچتے ہیں۔ اینزائٹی کے مریض دن بھر پریشان اور رات بھر بے خوابی کا شکار رہتے ہیں۔ ایسے ذہنی مریضوں کی شخصیت میں کجی پیدا ہو جاتی ہے اور وہ زندگی کے بارے میں غیر دانشمندانہ فیصلے کرتے ہیں۔ وہ ایسے تضادات کا شکار ہوتے ہیں کہ ان کی زندگی بہت مشکل ہو جاتی ہے۔ ایسے مریضوں میں سے بعض منشیات کا استعمال شروع کر دیتے ہیں جن سے وہ قانونی مسائل کا بھی شکار ہو جاتے ہیں۔ RELATIONSHIP PROBLEMS ایسے مریض صحتمند رشتے قائم نہیں کر سکتے اس لیے وہ ازدواجی، خاندانی اور سماجی مسائل کا شکار ہو جاتے ہیں۔ جدید سائنس نے ہمیں بایو سائیکو سوشل موڈل BIO - PSYCHO -SOCIAL MODEL کا تحفہ دیا ہے۔ یہ موڈل ہمیں بتاتا ہے کہ ذہنی امراض اور نفسیاتی مسائل کی وجوہات کو ہم تین حصوں میں بانٹ سکتے ہیں۔ FACTORS BIOLOGICAL ذہنی بیماریوں میں حیاتیاتی اور موروثی اثرات بھی ہوتے ہیں۔ اگر ماں باپ ذہنی بیماری کا شکار ہوں تو ان کے بعض بچے بھی اس کا شکار ہو سکتے ہیں۔ شائزوفرینیا اور بائی پولر دس آرڈر جیسی ذہنی بیماریاں، بعض جسمانی بیماریوں کی طرح، ایک نسل سے دوسری نسل میں منتقل ہو سکتی ہیں۔ PSYCHOLOGICAL FACTORS اگر بچوں کی اپنے خاندان اور اسکول میں صحتمند طریقے سے تربیت نہ ہو تو ان کی عزتِ نفس مجروح ہوتی ہے، ان کی خود اعتمادی میں کمی آتی ہے اور وہ شخصیت میں کمزوری کی وجہ سے نفسیاتی مسائل کا شکار ہو جاتے ہیں۔ SOCIAL FACTORS وہ لوگ جو غیر صحتمند معاشروں میں رہتے ہیں جہاں انہیں تعصب اور جہالت، نفرت اور تشدد کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہ ایسے ماحول سے نفسیاتی طور پر متاثر ہوتے ہیں اور سماجی مسائل کا شکار ہو جاتے ہیں۔ چونکہ ذہنی مریضوں میں حیاتیاتی، نفسیاتی اور سماجی وجوہات مل کر نفسیاتی مسائل پیدا کرتے ہیں اس لیے ان کا علاج بھی ان ہی خطوط پر کیا جاتا ہے۔ مریضوں کے علاج میں ان ہی عوامل پر توجہ دی جاتی ہے۔ MEDICATIONS ادویہ جو مریض شائزوفرینیا اور بائی پولر ڈس آرڈر جیسی ذہنی امراض کا شکار ہوں انہیں سائیکاٹرسٹ PSYCHIATRIST ایسی ادویہ تجویز کرتے ہیں جو غیبی آوازوں اور توہمات کو کنٹرول کرتی ہیں۔ ایسی ادویہ ANTI-PSYCHOTICS کہلاتی ہیں۔ ڈیپریشن کو کنٹرول کرنے والی ادویہ ANTI-DEPRESSANTS اور اینزائٹی کو کنٹرول کرنے والی ادویہ MEDICATIONS ANTI-ANXIETY کہلاتی ہیں۔ انفرادی تھیرپی INDIVIDUAL THERAPY بعض نفسیاتی مسائل کا شکار سائیکولوجسٹ سے رجوع کرتے ہیں جو ان کا گفتگو سے علاج TALKING THERAPY کرتے ہیں۔ ایسے علاج سے مریض اپنے نفسیاتی مسائل کو بہتر طریقے سے سمجھتے ہیں اور صحتمند زندگی گزارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ازدواجی، خاندانی اور گروپ تھیرپی MARITAL, FAMILY, GROUP THERAPY جن لوگوں کو انسانی رشتوں کے مسائل ہوتے ہیں وہ کسی سوشل ورکر یا سائیکوتھیرپسٹ سے مشورہ کرتے ہیں، اور فیملی اور گروپ تھیرپی سے استفادہ کرتے ہیں۔ وقت کے ساتھ ساتھ مریضوں کی ضروریات بھی بدل سکتی ہیں اور ان کا علاج بھی۔ دانشمند ماہرین نفسیات مریض کے مسائل کے مطابق علاج تجویز کرتے ہیں۔ اکیسویں صدی میں جوں جوں سائنس، طب اور نفسیات ترقی کر رہے ہیں توں توں ہم جسمانی بیماریوں کی طرح ذہنی بیماریوں کی بھی بہتر تشخیص اور بہتر علاج کر سکتے ہیں۔ ساری دنیا میں ایسے بہت سے مریض جو ایک صدی پہلے اپنی بیشتر زندگی کسی پاگل خانے MENTAL HOSPITAL میں گزارتے تھے اب اپنے خاندانوں کے ساتھ خوش وخرم زندگی گزارتے ہیں، بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ اکیسویں صدی میں بھی جہاں دنیا کے اکثر ممالک میں ذہنی مریض جدید علاج سے استفادہ کرتے ہیں، بعض ممالک میں تو ذہنی مریض آج بھی علاج کروانے کی بجائے گلیوں بازاروں میں بے مقصد گھومتے پھرتے رہتے ہیں اور لوگ انہیں پتھر مارتے ہیں۔ ذہنی امراض اور نفسیاتی مسائل کے کامیاب علاج انسانوں کے لیے سائنس، طب اور نفسیات کے قیمتی تحفے ہیں۔ ماہرین نفسیات کے علاج سے ہر قوم، مذہب اور ملک کے انسان استفادہ کر کے ایک صحتمند، کامیاب اور پرسکون زندگی گزار سکتے ہیں۔

ہفتۂ رفتہ

راشد العزیزی ندوی

دو نئی کتاب کا اجراء

❶ **خطبات جمعہ**: ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی کی تازہ ترین تالیف 'خطبات جمعہ'' کی رسم اجراء اور رونمائی مورخہ ۱۶ر دسمبر ۲۰۱۸ء کو دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں منعقد آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی مجلس عاملہ کے اجلاس کے موقع پر حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صدر بورڈ، حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب جنرل سکریٹری بورڈ، حضرت مولانا جلال الدین عمری امیر جماعت اسلامی ہند، حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی سکریٹری بورڈ و دیگر اکابر علماء وعہدے داران آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے ہاتھوں عمل میں آئی۔ تصنیف وتالیف کے میدان میں مولانا انیس الرحمٰن قاسمی ناظم امارت شرعیہ کا نام محتاج تعارف نہیں ہے، ان کی اب تک ایک درجن سے زیادہ تالیفات وتصنیفات مختلف علمی ودینی موضوعات پر شائع ہو کر مقبول خاص وعام ہو چکی ہیں، آپ کی تازہ ترین تالیف ''خطبات جمعہ'' شائع ہوئی ہے۔ آٹھ سو چھیانوے صفحات پر مشتمل یہ ضخیم کتاب ایک سو چون خطبات کا مجموعہ ہے، جس میں عقائد، عبادات، اتحاد واجتماعیت، تحفظ شریعت، تعلیم، تاریخ وسیرت، اصلاح معاشرہ، حقوق اللہ وحقوق العباد، اوصاف حمیدہ، انسانی ہمدردی ووطنی ذمہ داری، برے اخلاق وعادات، اقتصادیات ومعاملات، صحت ومرض، اوقاف واملاک اور فرق باطلہ جیسے اہم موضوعات کا احاطہ کیا گیا ہے اور ان موضوعات کے مختلف جہات پر کتاب وسنت کے حوالے اور اکابر واسلاف کے اقوال سے مزین خطبات کہیں طرز خطابی میں تو کہیں طرز کتابی میں پیش کیے گئے ہیں۔ زبان عام فہم اور طرز سادہ ہے، اور سامعین کے ذہنوں کی رعایت کے ساتھ یہ خطبات مرتب کیے گئے ہیں۔ نوجوان عالم دین فاضل دیوبند مولانا محمد رضاء اللہ قاسمی نے اس کتاب کی کمپوزنگ اور تزئین کا کام بہت محنت اور عرق ریزی سے انجام دیا ہے، ناشر کے طور پر شعبہ نشر واشاعت امارت شرعیہ کا نام درج ہے اور دی پرنٹو اسٹیشنرس دریاپور پٹنہ سے چھپی ہے۔ حضرت امیر شریعت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب نے اس کتاب کا اجراء کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کتاب کے ذریعہ ائمہ کرام کی ایک بڑی ضرورت پوری ہوگی۔ ان خطبات کے ذریعہ عوام کے سامنے وقت وحالات کی ضرورت کے اعتبار سے شریعت کا پیغام اور دین کی بنیادی وضروری باتیں عمدہ اور آسان پیرایے میں پہونچائی جا سکتی ہیں۔ کتاب مکتبہ امارت شرعیہ میں دستیاب ہے، ائمہ کرام اس کو مکتبہ امارت شرعیہ سے قیمتاً حاصل کر سکتے ہیں، ۸۹۶ صفحات پر مشتمل کتاب کی قیمت ساڑھے تین سو روپے رکھی گئی ہے جو ائمہ کرام کو رعایت کے بعد دو سو روپئے میں دی جائے گی۔

❷ **حرف حرف زندگی**: دارالعلوم دیوبند نے صرف علوم اسلامیہ کے محققین، مفسرین ہی نہیں پیدا کئے بلکہ اردو زبان وادب کے زلف خمیدہ کو سجانے سنوارنے میں بھی اہم کردار ادا کیا ہے۔ یہ بات آل انڈیا تنظیم علماء کے قومی صدر مولانا اعجاز عرفی قاسمی نے مولانا ثناء الہدی قاسمی کی کتاب 'حرف حرف زندگی' کی اجراء کرتے ہوئے کہی۔ قومی یکجہتی کے لئے کام کرنے والی تنظیم، تہذیب، کے زیر اہتمام منعقدہ اس تقریب میں انہوں نے کہا کہ دارالعلوم کے فیض یافتگان نے جہاں مذہبی میدان میں نمایاں کردار ادا کیا ہے وہیں ادبی میدان میں بھی اپنی نمایاں شناخت قائم کی ہے اور ان کے کارنامے سنہرے حروف سے لکھنے کے قابل ہیں۔ مولانا عرفی قاسمی نے کہا کہ ان ممتاز فضلاء میں سے ایک مولانا مفتی محمد ثناء الہدی قاسمی بھی ہیں جن کی مذہبی، ادبی اور سماجی کتابوں سمیت مختلف موضوع پر اب تک 26 کتابیں آچکی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ان کی کتابیں اردو ادب کی تاریخ میں زندہ رہنے کے لئے کافی ہیں۔ مولانا عطاء الرحمان قاسمی نے کہا کہ مولانا ثناء الہدی کی تصنیف قحط الرجال کے اس دور میں ایک سرمایہ ہے اور وہ ہمارے اکابرین واسلاف کے علوم وفنون کے امین ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ان کی کتاب حرف حرف زندگی جو مختلف موضوع پر ہے جس میں عصری آگہی کے ساتھ دینی آگہی بھی ہے اور سماج کے مسائل کا حل بھی ہے۔ قبل ازیں تنظیم 'تہذیب' کے سربراہ اور سابق سرکاری افسر سید ضیاء الرحمان غوثی نے تمام مہمانوں کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا کہ مولانا مفتی محمد ثناء الہدی قاسمی کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں اور انہوں نے مذہبی، سیاسی، تعلیمی اور ادبی میدان میں نمایاں کام کیا ہے وہ ماضی کے ان شاعروں اور ادیبوں پر کام کر رہے ہیں جنہیں ہم لوگوں نے فراموش کر دیا ہے۔ کتاب کے مصنف امارت شرعیہ بہار 'اڑیسہ' جھارکھنڈ کے نائب ناظم مفتی ثناء الہدی قاسمی نے کہا کہ اس کتاب میں سب کچھ ہے۔ دنیاوی مسائل کا بھی ذکر ہے اور دینی ضروریات بھی ہے۔ انہوں نے کہا کہ نئی چیز کی تلاش میں رہتا ہوں اور اس سلسلے میں میں نے دیوان اوج مرتب کی ہے۔ انہوں نے امیر شریعت سادس مولانا سید نظام الدین کے قول کو نقل کرتے ہوئے کہا کہ جس قوم نے تعلیم کو زکوۃ پر منحصر کر رکھی ہو وہ قوم تعلیم کے میدان میں آگے نہیں بڑھ سکتی۔ انہوں نے کہا کہ اس کتاب کے موضوعات اصلاحی اور سماجی ہیں اور ان موضوع پر توجہ کی ضرورت ہے جن سے عام طور پر لوگ اوجھل ہیں۔ اس کا مقصد صرف اصلاح ہے۔ اس کے علاوہ دیگر اظہار خیال کرنے والوں میں آج کل کے سابق ایڈیٹر شہباز حسین، دین و دنیا کے ایڈیٹر آصف فہمی، ظفر اللہ سبحانی صاحب 'اتحاد ملت کے ایڈیٹر صفی اختر، شاعر مجیب قاسمی 'ڈاکٹر بسمل عارفی اور دیگر حضرات شامل تھے۔ (یو این آئی)

جامعہ رحمانی مونگیر کا ششماہی تقریری وتحریری مسابقہ اختتام پذیر

جامعہ رحمانی مونگیر میں انجمن نادیۃ الادب کے تحت ہونے والا ششماہی تقریری وتحریری مسابقہ بحسن وخوبی اختتام پذیر ہو گیا، پانچ نشستوں میں یہ مسابقہ ہوا، جس میں پنچانوے طلبہ نے حصہ لیا، اور اسلام میں وطن سے محبت کی اہمیت، وقت کی قدر وقیمت، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کمزوروں کے ساتھ حسن سلوک، دھوکہ دہی کے مذمت اور تلاوت قرآن کریم کے فوائد وبرکات اور اسلام میں مساوات کا تصور جیسے سلگتے عناوین پر تقریریں کیں، اور چند علمی موضوعات پر وقیع مقالے بھی پیش کیے، حکم کے فرائض جامعہ رحمانی کے اساتذہ مولانا جمیل احمد مظاہری، مفتی جاوید اقبال قاسمی، مفتی بلال احمد قاسمی، مفتی محمد اعجاز رحمانی، مولانا عبدالدیان رحمانی، مولانا انظر حسین قاسمی، مفتی نشاط احمد قاسمی، مولانا محمد توفیق ندوی، مولانا محمد حسن آزاد قاسمی اور قاضی رضی احمد ندوی نے انجام دیئے، اس سے پہلے انعام یافتگان طلبہ کے درمیان مسابقہ ہوا تھا، جس میں آزاد ہندوستان میں ووٹ کی اہمیت اور دارالقضاء اور مسلم معاشرہ پر شرکاء نے اپنی تقریریں پیش کیں۔ اس موقع پر طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے جامعہ رحمانی کے استاذ مولانا عبد السبحان صاحب رحمانی نے کہا کہ سرپرست محترم مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی نے آپ کی صلاحیتوں میں چار چاند لگانے کے لیے مختلف مسابقتی پروگرام کے انعقاد کا نظم کیا ہے، تا کہ آپ محنت ودل جمعی سے مسابقہ کے پروگراموں میں شرکت کریں اور اپنی صلاحیت کو نکھاریں ان کے علاوہ مولانا محمد نعیم صاحب رحمانی، مولانا مفتی محمد عثمان قاسمی نے بھی بچوں سے خطاب کیا۔

بی جے پی کی الٹی گنتی شروع؛ معلق ہوگی ۲۰۱۹ء میں لوک سبھا: سنگھ کے ترجمان اخبار کا دعوی

آرایس ایس کے ترجمان اخبار آرگینائیزر نے اپنے تازہ شمارے میں امکانات ظاہر کئے ہیں کہ ۲۰۱۹ء کے عام انتخابات میں پارلیمنٹ معلق رہ سکتی ہے۔ساتھ ہی سنگھ کا یہ بھی ماننا ہے کہ اگلے ۶رمہینوں میں ملک میں حکومت مفلوج حالات میں حکمرانی چلائے گی یا پھر وہ معذور ہو کر رہ جائے گی۔سنگھ کا خیال ہے کہ ''معلق لوک سبھا کے امکان کے پیش نظر غیر مستحکم ماحول پیدا ہوگا اور اس کے قومی سلامتی پر منفی اثرات مرتب ہوں گے۔''ابھی حال تک کسی نے تصور بھی نہیں کیا ہوگا کہ میڈیا نریندر مودی کے وزیر اعظم کے طور پر دن گننے لگے گا۔ساتھ ہی اس بحث کا بھی کوئی امکان نہیں تھا کہ اگر بی جے پی کو اکثریت مل بھی جائے تو مودی وزیر اعظم نہیں بنیں گے؟

لیکن تین ریاستوں کے اسمبلی انتخابات میں کانگریس سے براہ راست مقابلہ میں ہارنے کے بعد بی جے پی کے سر پر خطرے کی گھنٹی بجنے لگی ہے۔سیاسی تجزیہ کار بھی اس بات پر متفق نظر آرہے ہیں کہ بی جے پی کم از کم پچاس اور زیادہ سے زیادہ سو سیٹوں پر ہار سکتی ہے۔لیکن ساتھ ہی ان کی یہ بھی دلیل ہے کہ بی جے پی کا جو نقصان ہوگا وہ اپنے نئے گڑھ شمال مشرقی ریاستوں،اڈیشہ اور مغربی بنگال سے پُر کر لے گی۔اب وہ سیاسی تجزیہ کار بھی حیران رہ گئے ہیں کیوں کہ بی جے پی کے اندر سے اور آرایس ایس سے ہی ایسی آوازا ٹھنے لگی ہیں کہ وزیر اعظم کے لئے نیا امیدوار منتخب کرنا چاہئے۔

حال ہی میں اس سلسلہ میں سنگھ کے سربراہ موہن بھاگوت کو ایک خط بھی موصول ہوا ہے جس میں لکھا گیا ہے کہ مودی اور امت شاہ بی جے پی پر بوجھ بن چکے ہیں اور ایسے میں یہی راستہ باقی رہ گیا ہے کہ پارٹی کی کمان نتن گڈکری کو سونپ دی جائے۔نتن گڈکری ناگپور سے رکن پارلیمنٹ ہیں اور سنگھ کے رہنماؤں سے ان کی نزدیکیاں جگ ظاہر ہیں۔

دریں اثنا نتن گڈکری کے سُر بھی الگ نظر آرہے ہیں۔ایک طرف جہاں حکومت وجے مالیہ کی ممکنہ حوالگی سے فائدہ اٹھانے کی ترکیبیں لڑا رہی تھی اسی وقت ایک تقریب سے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ قرض ادا نہ کرنے والے کو گھوٹالہ باز کہنا صحیح نہیں ہے۔اتنا ہی نہیں انہوں نے یہ بھی کہا کہ بی جے پی کے کچھ رہنماؤں کو حد سے زیادہ بولنے کی عادت ہو چکی ہے،ایسے لوگوں کو سمجھنا ہوگا کہ زیادہ بولنا اچھا نہیں ہوتا۔حالانکہ انہوں نے کہا کہ وہ تو مذاق کر رہے تھے لیکن سمجھنے والے سمجھ گئے کہ ان کا اشارہ کس کی جانب تھا۔اسی منگل یعنی ۱۸رسمبر کو بی جے پی کی پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ میں کئی بی جے پی ارکان پارلیمنٹ اٹھ کھڑے ہوئے اور حکومت سے ایودھیا میں اسی مقام پر مندر تعمیر پر سوال پوچھ ڈالا۔حالانکہ اس میٹنگ میں نہ تو وزیر اعظم مودی موجود تھے اور نہ ہی پارٹی کے صدر امت شاہ،لیکن شاہ اس کے بعد منعقدہ ایک تقریب میں ان ارکان پارلیمنٹ کی بات کی حمایت کرتے نظر آئے۔یہ بات ابھی تک لوگ بھولے نہیں ہوں گے کہ نومبر ۲۰۱۶ء میں جب نتن گڈکری نے وزیر اعظم سے سوال پوچھا تھا تو ان کا سوال مکمل ہونے سے پہلے ہی انہیں بیٹھا دیا گیا تھا۔

اس طرح بی جے پی ارکان پارلیمنٹ کی بے چینی اب منظر عام پر آنے لگی ہے۔یہاں تک کہ آرایس ایس نے بھی اشارے دینے شروع کر دئے ہیں کہ صرف رام مندر ہی جیت کے لئے واحد ترپ کا اکا باقی رہ گیا ہے۔اسی سال اکتوبر میں دسہرہ کے موقع پر تقریر کے دوران سنگھ کے سربراہ موہن بھاگوت نے صاف کہا تھا کہ رام مندر کی تعمیر ہی ''ہندو گورَو'' بحال کر سکتی ہے اور بی جے پی ووٹ بٹور سکتی ہے۔یہ خبر بھی منظر عام پر آئی ہے کہ ۲۰۱۴ء کے دوران مودی کے لئے تشہیر کرتے ہوئے جن کشور تیواری نے ''چائے پہ چرچا'' پروگرام شروع کیا تھا انہوں نے ہی سنگھ کو خط لکھ کر مودی کو ہٹانے کا مطالب کیا ہے۔ساتھ ہی ۲۰۱۹ء کے لئے نتن گڈکری کو چہرہ بنائے جانے کی گزارش کی ہے۔تیواری کوئی معمولی بی جے پی کارکن نہیں ہیں۔وہ مہاراشٹر کی زرعی ورکنگ کمیٹی وسنت راؤ نائیک شیٹی خود مختاری مشن کے صدر ہیں اور خود کو سنگھ پرچارک اور بی جے پی رہنما کا بیٹا قرار دیتے ہیں۔تیواری نے مودی شاہ کی قیادت کو آمریت سے پُر قرار دیا ہے۔انہوں نے لکھا ہے کہ اب وقت آگیا ہے کہ سنگھ کے سربراہ پارٹی کی باگڈور نتن گڈکری کے ہاتھ میں دے دیں تا کہ عام لوگوں کے لئے خوف سے پاک ماحول بن سکے۔ادھر بی جے پی میں ہڑبڑی صاف نظر آرہی ہے۔حال ہی میں اسمبلی انتخابات کے دوران بی جے پی کے لئے مدھیہ پردیش کے ویدیشا میں تشہیر کے لئے گئی وزیر خارجہ سشما سوراج نے اعلان کر دیا ہے کہ وہ اگلا لوک سبھا چناؤ نہیں لڑیں گی،لیکن سیاست میں فعال رہیں گی۔غور طلب ہے کہ سشما سوراج عمر میں وزیر اعظم مودی سے چھوٹی ہیں،ایسے حالات میں معاملہ صرف عمر کا نہیں ہے۔وہیں،مرکزی وزیر اوما بھارتی بھی چناؤ نہ لڑنے کا اعلان کر چکی ہیں۔سیاسی تجزیہ کاروں کا خیال ہے کہ جس طرح کے حالات این ڈی اے اور بی جے پی میں پیدا ہو گئے ہیں اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پارٹی میں اندرونی بغاوت ابھی اور تیز ہوگی۔(رپورٹ فراز احمد بحوالہ قومی آواز)

بقیہ ارتداد کی خاموش لہر اور حفاظت خود اختیاری کی تدابیر............

جس کے لئے چند ایک تدابیر اختیار کی جائیں،اپنے گھر میں اسلامی ماحول کو فروغ دیا جائے،بچے اور بچی کو عصری تعلیم ضرور دی جائے،لیکن اسلامی ماحول اور اسلامی تربیت کا بھی خصوصی نظم کیا جائے،اسلام،تعلیمات اسلام اور ایمان کے تئیں عظمت کے تابندہ نقوش ان کے دلوں میں بٹھائے جائیں،جس کے لئے مسلمان خواتین کی سیرت ان کے لئے بڑی مؤثر ہو سکتی ہیں،لڑکیوں کو ساتھ ہی ساتھ پردہ کا اہتمام بھی کرایا جائے اور قرآن تعلیمات کے موافق عفت وعصمت کی حفاظت کی تلقین کی جائے،گھروں میں ٹی وی دیکھنے سے حتی الامکان پرہیز کرایا جائے اور خصوصا عشقیہ سیریل کے دیکھنے پر نگاہ رکھی جائے،اسلامی چینل وغیرہ سے استفادہ ہو،اعلی تعلیم کے نام پر بچیوں کو آزادانہ گھر سے نہ بھیجا جائے،انٹرنیٹ کو بھی بقدر ضرورت استعمال کی تعلیمی ضروریات کی تکمیل کے لئے اجازت دی جائے،اس کی بھی بھرپور نگرانی اور نگہداشت کیا جائے،جاب کے نام پر بچیوں کو ''شمع محفل'' نہ بنایا جائے،بلکہ اس کو گھر کی ''ملکہ'' بنانا زیادہ زیب دیتا ہے،بچیوں کو اعلی تعلیم ضرور دی جائے؛لیکن سہیلیوں اور ٹیوشن سینٹرز اور ان کی مجالس اور حرکت ونقل پر نگاہ رکھی جائے،موبائل بشمول دیگر اسکول کی مصروفیت پر بھی نگہداشت کی جائے،موقع بموقع گھر پر اسلامی تعلیمات اور دینی مجالس اور تقاریب کا انعقاد اور دینی کتابوں کا مذاکرہ کیا جائے،جس سے گھر میں دینی ماحول اور صحابیات اور بعد اسلاف کی عورت کی زندگی کے نمونے بچوں کے سامنے آئیں۔خصوصا جو بچے اسکول جاتے ہیں ان کے لئے جز وقتی دینی تعلیم کا انتظام جبری طور پر کیا جائے،اس طرح معاشرہ میں قانونی چارہ جوئی کے دیندار وکلاء کی تیاری بھی وقت کی اہم ضرورت ہے۔علامہ اقبال نے سچ کہا تھا:

ہاتھ بے زور ہیں،الحاد سے دل خوگر ہیں ☆☆☆ امتی باعث رسوائی پیغمبرؐ ہیں

اعلان

قاضی نور الحسن میموریل اسکول امارت شرعیہ محلّہ ملکیانہ،پھلواری شریف،پٹنہ عرصہ دراز سے تعلیمی خدمات انجام دے رہا ہے۔اسکول میں دو باصلاحیت لیڈی ٹیچرز کی ضرورت ہے،جو عصری مضامین(انگریزی،ہندی،سائنس،میتھ وغیرہ) کے ساتھ دینیات واردو پڑھانے کی اہلیت رکھتی ہوں۔

خواہش مند لیڈی ٹیچرز اپنی درخواست اپنی سند اور آدھار کارڈ کی کاپی کے ساتھ قاضی نور الحسن میموریل اسکول میں ۲۰رجنوری ۲۰۱۹ء تک جمع کر دیں،انٹرویو کی تاریخ کی اطلاع موبائل پر دی جائے گی۔شہریہ حسب صلاحیت آپسی تبادلۂ خیال کے بعد طے کیا جائے گا۔درخواست میں اپنا پتہ اور موبائل نمبر صاف صاف لکھیں۔

(سکریٹری)
قاضی نور الحسن میموریل اسکول
محلّہ ملکیانہ پھلواری شریف،پٹنہ

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اس O دائرہ میں سرخ نشان ہے،تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں،اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں،موبائل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں،رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کر دیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
Mobile: 9576507798

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ اب نقیب مندرجہ ذیل سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر آن لائن بھی دستیاب ہے۔

Facebook Page: http//@imaratshariah
Telegram Channel: https://t.me/imaratshariah

اس کے علاوہ امارت شرعیہ کے آفیشل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔مزید مفید دینی معلومات اور امارت شرعیہ سے متعلق تازہ خبریں جاننے کے لئے امارت شرعیہ کے ٹویٹر اکاؤنٹ imaratshariah@ کو فالو کریں۔

(مینیجر نقیب)

اعــــلان مفقــود الخبــــری

●معاملہ نمبر ۹۶/۲۵۰۶/۳۹ھ (متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ انجمن اسلامیہ کشن گنج) جنتی بیگم بنت محمد نسیم اختر مقام لائے طور ڈاکخانہ سنگھاڑی تھانہ کوچادھامن ضلع کشن گنج۔فریق اول۔بنام۔محمد اکبر عالم ولد عزیز الرحمٰن مقام یوناس فقیر ٹولہ ڈاکخانہ سونتھا تھانہ کوچادھامن ضلع کشن گنج۔فریق دوم۔اطلاع بنام فریق دوم۔معاملہ ہذا میں فریق اول جنتی بیگم نے آپ کے خلاف دار القضاء امارت شرعیہ انجمن اسلامیہ کشن گنج میں عرصہ دراز سے نفقہ وحقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ کیا ہے،لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں آئندہ تاریخ سماعت ۱۶؍جمادی الاولیٰ ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۳؍جنوری ۲۰۱۹ء روز بدھ کو خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں بوقت ۹؍بجے دن حاضر ہو کر رفع الزام کریں،واضح رہے کہ مذکورہ تاریخ پر حاضر نہ ہونے کی صورت میں معاملہ فیصل کیا جا سکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

●معاملہ نمبر ۳۹/۴۱۶/۳۹ھ (متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ بارا عیدگاہ پورنیہ) رئیسن پروین بنت پھول محمد مرحوم مقام کوہبرا ڈاکخانہ ادھانگ تھانہ جلال گڑھ ضلع پورنیہ۔فریق اول۔بنام۔محمد منتشر ولد تسلیم الدین مقام کوہبرا ڈاکخانہ ادھانگ تھانہ جلال گڑھ ضلع پورنیہ۔فریق دوم۔اطلاع بنام فریق دوم۔معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ کے خلاف دار القضاء امارت شرعیہ مدرسہ تنظیمیہ بارا عیدگاہ ضلع پورنیہ میں عرصہ تقریبا ۶؍سال سے غائب ولا پتہ ہونے،نان ونفقہ اور حق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ کیا ہے۔لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں آئندہ تاریخ سماعت ۱۶؍جمادی الاولیٰ ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۳؍جنوری ۲۰۱۹ء روز بدھ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں بوقت ۹؍بجے دن حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔واضح رہے کہ مذکورہ تاریخ پر حاضر نہ ہونے اور کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

●معاملہ نمبر ۱۹/۱۸۰۰/۳۹ھ (متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ جوگبنی ارریہ) ابینہ خاتون بنت محمد نبول منصوری مقام بکراہا پڑا ڈاکخانہ انروا تھانہ انروا ضلع سنسری نیپال۔فریق اول۔بنام۔عبد المجید ولد بھول محمد مقام وڈاکخانہ نامعلوم ضلع نامعلوم۔فریق دوم۔اطلاع بنام فریق دوم۔معاملہ ہذا میں مذکورہ بالا ساکنہ نے ذیلی دار القضاء جوگبنی ارریہ میں آپ کے خلاف ڈیڑھ سال سے غائب ولا پتہ ہونے اور نان ونفقہ نہ دینے ودیگر حقوق زوجیت سے محروم ہونے کی وجہ سے نکاح فسخ کئے جانے کا معاملہ دائر کیا ہے،اس لئے اس اعلان کے ذریعہ آپ فریق دوم کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں مورخہ ۱۷؍جمادی الاولیٰ ۴۰ھ مطابق ۲۴؍جنوری ۱۹ء روز جمعرات کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹؍بجے دن مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

بابری مسجد کے معاملہ میں عدالت عالیہ کا ہی فیصلہ منظور

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی مجلس عاملہ منعقدہ ۱۶/دسمبر ۲۰۱۸ء بمقام دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنو نے بابری مسجد کے قضیہ پر اپنے سابقہ موقف کا اعادہ کرتے ہوئے واضح لفظوں میں کہا کہ انہیں ملک کی بڑی عدالت پر بھروسہ ہے، اس کا جو بھی فیصلہ ہوگا وہ قابل قبول ہوگا، مرکزی حکومت دھرم سبھائیں کرواکے اور اشتعال انگیز بیانات سے ملک کے ماحول کو خراب کررہی ہے، اور پارلیامنٹ میں آرڈینس لانے کی کوشش کررہی ہے، اگر حکومت ایسا کوئی آرڈینس لاتی ہے تو بورڈ اسکو سپریم کورٹ میں چیلنج کرے گا، اسی کے ساتھ بورڈ نے یہ بھی مطالبہ کیا کہ رام مندر کے متعلق جس طرح کی ماحول سازی کی جارہی ہے اور ملک کی فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو نقصان پہونچانے کی کوشش ہورہی ہے، اس کا عدالت ازخود نوٹس لیتے ہوئے کارروائی کرے اور زمین کے مالکانہ حق سے متعلق مقدمات کی سماعت جلد شروع کرے، اس سلسلہ میں بورڈ ماہر وکلاء کی خدمات بھی حاصل کررہا ہے، مجلس عاملہ نے یہ بھی طے کیا کہ اگر طلاق ثلاثہ پر حکومت دونوں ایوانوں کے ذریعہ قانون سازی کرتی ہے تو بورڈ اس کو سپریم کورڈ میں چیلنج کرے گا، کیونکہ اس بل کا کوئی جواز نہیں ہے اور اس میں بہت سی خامیاں ہیں۔ مجلس عاملہ کی میٹنگ کی صدارت صدر بورڈ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ نے کی، جس میں ملک بھر سے مقتدر شخصیات علماء ومشائخ، ماہرین قانون ودانشور نے بڑی تعداد میں شرکت کی، بورڈ کے جنرل سکریٹری مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ نے گذشتہ عاملہ کے بعد سے اب تک کی کارکردگی رپورٹ بیان کرتے ہوئے کہا کہ اس کے تمام شعبے متحرک اور سرگرم عمل ہیں، دارالقضاء کا شعبہ تیزی سے کام کررہا ہے، اس کی کارکردگی کافی حوصلہ افزا ہے، اس سال اب تک ۱۴/ نئے مقامات پر دارالقضاء قائم ہوچکے ہیں اور چند مقامات کا جائزہ لیا جاچکا ہے، جلد ہی ان جگہوں پر بھی قیام عمل میں آئے گا، دارالقضاء میں دائر مقدمات کی نوعیت کے خاکے بھی تیار کئے جارہے ہیں، اس سلسلہ میں کمیٹی کنوینر صاحب فکرمندی سے کام کررہے ہیں۔ تفہیم شریعت کے بھی کئی اجتماعات ہوچکے ہیں، اس کے تربیتی پروگرام اور ورکشاپ سے بڑا فائدہ پہونچ رہا ہے، اصلاح معاشرہ تحریک میں بھی پورے طور پر سرگرم عمل ہے اور کئی صوبوں میں کام جاری ہے، اس کے لئے صوبائی کمیٹیاں بھی بنائی جارہی ہیں، اسی طرح مجموعہ قوانین اسلامی کا کام بھی ایک منزل پر پہونچ چکا ہے، اس موقعہ پر دارالقضاء کمیٹی کے کنوینر مولانا عتیق احمد بستوی، تفہیم شریعت کمیٹی کے کنوینز مولانا خالد سیف اللہ رحمانی سکریٹری بورڈ، اصلاح معاشرہ کے کنوینز مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی سکریٹری بورڈ نے اپنے اپنے شعبہ کی کارکردگی رپورٹ پیش کی، جس پر ارکان نے اطمینان کا اظہار کیا، ویمنس ونگ کے کنوینز ڈاکٹر اسماء زہرا نے خواتین کی مختلف کانفرنسوں، سیمینار اور سمپوزیم کے تذکرہ کئے اور بتایا کہ بہنوں میں اس سے بیداری آرہی ہے، ویمنس ہلپ لائن سے بھی بہنوں کی رہنمائی کی جاتی ہے، اس سلسلہ میں بورڈ نے یہ فیصلہ کیا کہ دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کے ساتھ پروگرام منعقد کئے جائیں تاکہ شریعت اسلامیہ کے متعلق ان کی غلط فہمیوں کو دور کیا جاسکے۔ عاملہ کے اس اجلاس میں سپریم کورٹ میں زیر کارروائی مسلم پرسنل لا سے متعلق مقدمات کی پیش رفت رپورٹ جناب ایم شمشاد صاحب ایڈوکیٹ نے پیش کی، انہوں نے اسماعیل فاروقی معاملہ پر سپریم کورٹ کے حالیہ فیصلہ پر لیگل کمیٹی کی طرف سے قانونی کارروائی بتلائی، عاملہ کے اجلاس نے ہندوستانی تہذیب وثقافت کو ختم کرنے والے عدالت کے حالیہ فیصلہ کے جائزہ کے لئے ایک سات نفری کمیٹی تشکیل دی کہ یہ کمیٹی اس کے مختلف پہلوؤں پر غوروخوض کرنے کے بعد اپنی رپورٹ جلد ہی صدر بورڈ اور جنرل سکریٹری بورڈ کی خدمت میں پیش کرے گی، اس اجلاس میں بورڈ کی آڈٹ رپورٹ کی پیشی بھی ہوئی، اس موقع پر ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی کی مرتب کردہ کتاب خطبات جمعہ کا صدر بورڈ نے اجراء فرمایا، اس کا ایک ایک نسخہ تمام شرکاء کو فراہم کرایا گیا۔ مجلس عاملہ کے اس اجلاس کا آغاز حضرت مولانا فضل الرحیم مجددی صاحب کی تلاوت کلام پاک سے ہوا، بعدازاں سابقہ کارروئی کی توثیق کے بعد جنرل سکریٹری بورڈ مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب نے ملک وملت کی مایہ ناز مسلم شخصیات کی جدائیگی پر اظہار تعزیت کیا، پھر صدر بورڈ نے دعاء مغفرت کرائی، اجلاس کے آخر میں صدر بورڈ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی نے اپنے صدارتی خطاب میں فرمایا کہ ہم اس ملک میں ایک عظیم اقلیت کی حیثیت سے ہیں، اس لئے ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے دینی وملی اور عائلی مسائل کو ازخود حل کرنے کی کوشش کریں، اللہ کا فضل وکرم ہے کہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ ملی مسائل کو پوری تندوہی اور اخلاص سے حل کررہا ہے، اس کے فیصلوں پر عوام کو اعتماد حاصل ہے، اور اس سے امت کو قوت بھی مل رہی ہے، ہم سب کو اسی جذبے کے ساتھ ملت کی خدمت انجام دیتے رہنا چاہئے۔ پھر صدر بورڈ نے دعاء فرمائی، اس اجلاس میں حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صدر بورڈ، مولانا جلال الدین عمری نائب صدر بورڈ، امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی جنرل سکریٹری بورڈ، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی سکریٹری بورڈ، مولانا فضل الرحیم مجددی سکریٹری بورڈ، جناب ظفریاب جیلانی ایڈوکیت سکریٹری بورڈ، مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی سکریٹری بورڈ، جناب پروفیسر ریاض عمر صاحب خازن بورڈ، مولانا انیس الرحمٰن قاسمی پٹنہ، حضرت مولانا ارشد مدنی، مولانا خلیل الرحمٰن سجاد نعمانی، مولانا عتیق احمد بستوی، مولانا خالد رشید فرنگی محل لکھنو، مولانا عبدالشکور قاسمی کیرالہ، جناب قاسم رسول الیاس دہلی، جناب کمال فاروق دہلی، جناب محمد رفعت شمشاد صاحب ایڈوکیٹ دہلی، جناب نصرت علی صاحب دہلی، جناب مولانا مطیع الرحمٰن صاحب کشن گنج، جناب محمد سلیمان کان پور، جناب جاب عارف مسعود بھوپال، جناب محمد حمزہ حسنی ندوی لکھنو، جناب ارشاد کیرالہ، عبدالواحد، محترمہ ڈاکٹر اسماء زہرا حیدرآباد، محترمہ نکہت پروین لکھنو، محترمہ آمنہ رضوان لکھنو، محترمہ یاسمین صاحبہ، محترمہ ممدوحہ ماجد دہلی نے شرکت کی۔ (رپورٹ: مولانا رضوان احمد ندوی)

طلاق ثلاثہ پر حکومت کا اقدام مذہبی آزادی کے خلاف: حضرت امیر شریعت

سماجی تبدیلی کی بات قانون کے ذریعہ عوام پر لادی تو جاسکتی ہے، لیکن حقیقت میں تبدیلی ہونہیں سکتی ہے، سماجی تبدیلی واصلاح معاشرہ لوگوں کو سمجھانے بجھانے اور بیدار کرنے سے ہوتی ہے، ان خیالات کا اظہار مفکر اسلام، امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے نامہ نگاروں سے بات چیت کے دوران ۱۸/دسمبر کو جامع العلوم پٹکاپور کانپور میں کیا، طلاق ثلاثہ کا ترمیمی بل لوک سبھا میں پیش کئے جانے سے متعلق سوال پر حضرت نے کہا کہ حکومت کا یہ قدم صحیح نہیں ہے، یہ آئین ہند میں ملی مذہبی آزادی کے بھی خلاف ہے، طلاق ثلاثہ اچھی چیز نہیں لیکن اس کو قانون کے ذریعہ نہیں بلکہ لوگوں کو مذہب کی روشنی میں سمجھا بجھا کر ختم کیا جاسکتا ہے، جس طرح مودی جی جھوٹ بولتے ہیں، لیکن ان کا جھوٹ قانون کے ذریعہ نہیں روکا جاسکتا، البتہ انہیں سمجھا بجھا کر کنٹرول کیا جاسکتا ہے، اپنے دعوے کی دلیل میں حضرت نے بتایا کہ قانون بنا کر ہندوسماج میں طلاق کی بندش لگائی گئی جبکہ مسلمانوں میں دستور ہند میں ملی مذہبی آزادی کی آسانی برقرار رکھی گئی، مسلم پرسنل لا بورڈ، علماء کرام اور مختلف جماعتوں نے طلاق ثلاثہ پر کنٹرول کے لئے عوام کے درمیان پروگرام منعقد کئے اور لوگوں کو اس کے نقصانات سے آگاہ کیا، اس کا نتیجہ یہ رہا کہ سروے رپورٹ کے مطابق قانونی بندش کے باوجود ہندوسماج میں طلاق کا تناسب زیادہ ہے جبکہ بیداری کے سبب مسلم سماج میں کافی کم ہے، ترمیمی بل سے متعلق حضرت نے کہا کہ ابھی تو یہ لوک سبھا میں پیش کیا گیا ہے، راجیہ سبھا میں صورتحال واضح ہونے کے بعد بورڈ اس مسئلے میں نئے سرے سے غوروخوض کرکے حتمی فیصلہ لے گا، ماحول سے متعلق سوال پر حضرت نے کہا کہ سپریم کورٹ پر دباؤ بنانا اچھی بات نہیں، سپریم کورٹ کو آئینی حقوق حاصل ہیں کہ وہ کسی بھی مسئلے میں اپنی جانکاری کے مطابق حل نکالے، اس مسئلے کا حل کسی کے خلاف بھی ہو تو عدالت کا فیصلہ احترام کے ساتھ ماننا چاہئے، بابری مسجد کے مسئلے میں بھی کاغذات وآئین کا فیصلہ ہوگا، اس سے قبل طلباء وطالبات کو خطاب کرتے ہوئے حضرت نے کہا کہ مسلم گھرانے میں پیدا ہونے کی وجہ سے ایمان کی نعمت ہمیں بغیر محنت کے مل گئی، یہی وجہ ہے کہ ہمارے دلوں میں ایمان کی دولت کی کوئی قدروقیمت نہیں ہے، مسلم طلباء طالبات خواہ وہ مدارس کے ہوں یا کالج کے یہ شکایت عام ہے کہ وہ تعلیم کے میدان میں جتنی محنت کی ضرورت ہے اتنا نہیں کرتے، طلباء کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایمان کی نعمت وعلم کی دولت کی قدر کریں، علم وایمان استاذ کا تحفہ اور اللہ کی بڑی نعمت ہے جسے حاصل کرنے کے لئے محنت وکوشش کے ساتھ اساتذہ کے سامنے جھکنا اور اللہ کا شکر ادا کرنا ہوگا۔

مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجادؒ اور حضرت مولانا محمد میاںؒ پر سیمینار اختتام پذیر

مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالمحاسن سجاد علیہ الرحمہ اپنے عہد کے ممتاز عالم دین اور جامع کمالات شخصیت کے مالک تھے، انہوں نے غلام ہندوستان میں امارت شرعیہ اور جمعیۃ علماء ہند جیسے اداروں کے قیام میں بنیادی کردار ادا کیا، یہ باتیں ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن صاحب قاسمی نے جمعیۃ علماء ہند کے زیر اہتمام صدصالہ تقریبات کے تحت اکابر پر ہورہے سیمینار دہلی میں کہیں، انہوں نے فرمایا کہ حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد علیہ الرحمہ نے افراد سازی اور تعمیر رجال میں جو کارنامہ انجام دیا وہ تاریخ کا ایک روشن باب ہے، ناظم صاحب نے مولانا محمد میاں کی زندگی اور خدمات پر بھی گراں قدر تاثرات پیش کئے، اس سیمینار میں ملک کے ممتاز علماء اور دانشوروں نے شرکت کی، امارت شرعیہ سے ناظم امارت شرعیہ کے علاوہ مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ صاحب قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ، مولانا مفتی سعید الرحمٰن قاسمی مفتی امارت شرعیہ، مولانا محمد نورالحق رحمانی صاحب نے حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد علیہ الرحمہ کے خدمات پر جامع اور مبسوط مقالے پیش کئے، سیمینار کے روح رواں حضرت مولانا قاری محمد عثمان منصور پوری اور مولانا محمود مدنی جنرل سکریٹری جمعیۃ علماء ہند نے اس سیمینار کو کامیاب بنانے میں انتھک جدوجہد کی، سیمینار کے کنوینز مولانا مفتی اختر امام عادل، مفتی ضیاء الحق خیرآبادی اور مولانا معیزالدین احمد صاحب کی کاوشیں بھی قابل ستائش رہیں۔

دارالعلوم ندوۃ کے طلباء سے حضرت امیر شریعت کا خطاب

دارالعلوم ندوۃ العلماء کو اللہ تعالیٰ نے جو مقبولیت عالم اسلام میں عطا کی ہے، وہ روز روشن کی طرح عیاں ہے، ندوۃ العلماء نے اپنے وقار واعتبار اور قدرومنزلت کا سکہ پوری دنیا میں جمایا ہے، جن روشن ضمیر، زمانہ شناس اور قدسی صفات شخصیتوں نے اس تحریک کی آبیاری کی وہ اللہ کو پیارے ہوگئے، لیکن اللہ کے فضل سے الحمدللہ ان جیسی صفات کی حامل شخصیتیں آج بھی موجود ہیں، جن کے سائے میں ندویت پھل پھول رہی ہے، ان خیالات کا اظہار مفکر اسلام، امیر شریعت حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے جمعیۃ الاصلاح دارالعلوم ندوۃ العلماء میں طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے کیا، انہوں نے ندوہ اور اہل ندوہ سے اپنے والہانہ جذبات کا اظہار کیا اور ۵۶/سال قبل ندوۃ العلماء میں اپنی طالب علمانہ زندگی کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ اللہ نے جو منزل آپ کے لئے بنائی ہے وہ بہت واضح ہے، وہ منزل خدمت دین کی ہے، اس منزل کو آپ صرف جانیں ہی نہیں بلکہ اچھی طرح پہچانیں بھی، محنت کے ساتھ پڑھیں، اختصاص پیدا کریں اور جن جن خطے، قصبے اور شہروں سے آئے ہیں وہاں لوٹ جائیں، تاکہ لوگوں میں اسلامی روح پھونک سکیں اور اسلامی تعلیمات کو عام کرسکیں، انہوں نے یہ بھی کہا کہ آپ دینی تعلیمات کے ساتھ ساتھ عصری علوم وفنون کے بھی ماہر بنیں، لیکن خدمت دین کی ذمہ داری پیش نظر رہے، آج عصری علوم کے ماہر علماء کی شدید ضرورت ہے، جو اسلامی علوم وفنون کو دوسری زبانوں میں اور بالخصوص انگریزی زبان میں منتقل کرنے کا فریضہ انجام دے سکیں، اس سے قبل دارالعلوم ندوۃ العلماء کے نگران اعلیٰ مولانا محمد خالد غازی پوری ندوی نے بھی خطاب کرتے ہوئے مولانا رحمانی کی زندگی پر روشنی ڈالی اور بانی ندوۃ العلماء حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ کا تذکرہ کیا، اس موقع پر مولانا فخرالدین طیب ندوی، مولانا عمرین محفوظ رحمانی کے علاوہ طلبہ کی ایک بڑی تعداد موجود تھی، صدر محترم کی دعا پر پروگرام کا اختتام ہوا۔

Volume:56/66,Issue:50 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT-E-SHARIAH
BIHAR ORISSA JHARKHAND

THE NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF,PATNA 801505

SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-4136/61

چمن میں اختلاط رنگ و بو سے بات بنتی ہے
ہم ہی ہم ہیں تو کیا ہم ہیں تم ہی تم ہو تو کیا تم ہو
(سرشار سیلانی)

ارتداد کی خاموش لہر اور حفاظت خود اختیاری کی تدابیر

مفتی رفیع الدین حنیف قاسمی

یہ حقیقت ہے کہ اس وقت ہندوستان کے سماجی، معاشرتی، قانونی، عدالتی قوانین کی دھجیاں اڑانے کی اور ہندوستان کے سیکولزم کے تانے بانے بکھیرنے کی مہم زوروں پر ہے، دراصل جب سے موجودہ حکومت برسر اقتدار آئی ہے، ہر طرف خصوصا مسلمانوں کے لئے ایک خوف کا سا ماحول پیدا کیا جارہا ہے؛ بلکہ حقیقت میں دیکھا جائے تو حق کی آواز کو دبانے اور چھپانے اور باطل کو بال و پر دے کر اس کو پروان چڑھانے کی کوشش ہر دم کی جارہی ہے، کسی بھی ہندوستانی باسی اور نگری کے لئے ہمارے عظیم ملک میں جس کو اپنی جمہوریت پر ناز ہے، یہ یقیناً باعث فکر و تشویش ہے، یہاں ہر طرف زبان بندی محفل کا سماں نظر آتا ہے، ہر حق گو، زبان کو لگام لگانے پر مجبور ہے، خصوصا مسلمانوں کے ساتھ جہاں ان کی لڑکیوں کو سوچی سمجھی سازش کے تحت ارتداد کی طرف دھکیلا جارہا ہے، انہیں ہندو لڑکوں سے دوستی پر ابھارا جارہا ہے، وہیں دوسری طرف مسلمان لڑکوں کے ساتھ موب لیچنگ، مار پیٹ کے واقعات آئے دن پیش آرہے ہیں، زمانہ جاہلیت میں بھی ایسے ہی ہوا کرتا تھا کہ حکمراں قوم کے افراد محکوم قوم کے مرد و خواتین کے ساتھ جو سلوک کرتے تھے، کچھ مردوں کو قتل کردیا جاتا، تاکہ ان کے انجام کو دیکھ کر دیگر لوگ خوف زدہ رہیں، کچھ مردوں کو قید و بند کی صعوبتوں میں ڈال دیا جاتا، تاکہ قید کی مصیبت سے گھبرا کر وہ حکمراں قوم کی ذہنی غلامی قبول کرلیں، کچھ مردوں کو محنت و مشقت اور مزدوری کے کاموں کے لیے زندہ رکھا جاتا تھا، یہی پالیسی آج کل اپنائی جارہی ہے۔ کچھ اسی طرح کی تدابیر کا سہارا لے کر ماحول کو خوف زدہ بنا کر مسلمان لڑکیوں کو طوائف بنایا جارہا ہے۔

مسلمان لڑکوں کو فرضی انکاؤنٹر کے نام پر قتل کیا جارہا ہے، جھوٹے مقدمات میں پھنسا کر جیلوں میں ڈھکیلا جارہا ہے، یا مسلم لڑکیوں کے خلاف اغوا، جبریہ ارتداد اور ''ریپ یوگ'' کی مہم چلائی جارہی ہے، جس کے تحت مسلم لڑکیوں کو محبت کے جال میں پھنسا کر ان کی عزت اور زندگی سے کھلواڑ کرنے کے لیے پچھلے کچھ وقت سے شدت پسند تنظیموں نے یہ مہم چلا رکھی ہے، اس مہم کا مقصد مسلم قوم کو ذہنی طور پر رسوا کرنا اور مسلم لڑکیوں کو زبردستی مرتد بنانا ہے، اس مہم کے تحت خصوصا کالج و یونیورسٹی جانے والی لڑکیوں کو ٹارگیٹ بنایا گیا ہے، جو اعلی تعلیم کے حصول کے لئے اپنے گھر چھوڑ کر کالجوں وغیرہ میں تعلیم حاصل کرتی ہیں، اس مہم کے تحت مسلم لڑکیوں کی ہندو لڑکوں سے دوستی کرائی جاتی ہے اور اسی دوستی کی آڑ میں محبت کا جال پھیلا کر اس لڑکی کو گھر والوں کی بغاوت پر آمادہ کر کے گھر سے فرار کرایا جاتا ہے، بعد میں ان کا مذہب تبدیل کر کے، اپنی جنسی خواہشات کی تکمیل کرنے کے بعد انہیں بے سہارا چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اس نام و نہاد مہم کو انتہا پسند تنظیموں نے ''بیٹی بچاؤ، بہولاؤ'' کا نام دیا ہے، جس کے لئے اولاً در پردہ ''لو جہاد'' کی فرضی کہانی تیار کی گئی؛ تاکہ اس کے بالمقابل ''ریپ یوگ'' کو بڑھاوا دیا جائے اور ہندو لڑکیوں کو ''لو جہاد'' کے نام پر ابھار کر ان کی غیرت کو للکار کر مسلم لڑکیوں کو نشانہ بنایا جائے اور ان کو اس بات پر آمادہ کیا جائے، جس طرح یہ لوگ ''لو جہاد'' کے ذریعے تمہاری بیٹوں اور بہنوں کا مذہب تبدیل کر رہے ہیں، اسی طرح کا رویہ مسلم لڑکیوں کے ساتھ کیا جائے، اسی لو جہاد کے تناظر میں مسلم لڑکوں کو کسی بھی طرح ٹارچر اور مقدمات میں پھنسا کر ان کو یا تو مار دیا جائے، یا ادھ جان کر کے پابند سلاسل کردیا جائے۔ اس سلسلے کی چند ایک شر انگیزیوں کا ذکر کرنا ضروری ہے، تاکہ مسلم سماج اس حوالے سے بیدار ہوجائے اور بہن بیٹوں کی حفاظت اور اپنے تئیں بیداری اور بیدار مغزی کا مظاہر کرے۔ مسلم لڑکیوں کے اغوا اور جبری ارتداد کے لیے آر ایس ایس کی کئی تنظیمیں میدان عمل میں کام کر رہی ہیں، جن میں چند یہ ہیں: وِشو ہندو پرِیشد، ہندو جاگرن منچ، ہندو یوا واہنی، بجرنگ دل، وندے ماترم مشن، بھارت سیوا شرم سنگھ، ہندو سہمتی سنگٹھن وغیرہ، یہ ساری تنظیمیں اعلانیہ اپنے اس غیر قانونی ایجنڈے پر عمل کر رہی ہیں۔

اس مہم کے چند شر انگیز طریقے:

☆ ہریانہ صوبہ کے شہر حصار میں اکھل بھارتیہ ہندو مہا سبھا نے بیٹی بچاؤ، بہولاؤ مہم کے آغاز کے موقع پر مسلم لڑکیوں کو محبت کے جال میں پھنسانے والے ہندو لڑکوں کو ایک لاکھ روپے انعام دینے کا اعلان کیا اور ساتھ ہی ان کی مکمل حفاظت اور سماج میں ان کی عزت و شہرت کا یقین بھی دلایا، ہندو جاگرن منچ یوپی کے مکھیا اجو چوہان نے 1 دسمبر 2017 کو اعلان کیا کہ قریب 2100 مسلم لڑکیاں ان کے رابطے میں ہیں، جن کی اگلے چھ مہینوں کے اندر تبدیلی مذہب کے بعد ہندو لڑکوں سے شادی کرائی جائے گی، اترا کھنڈ کے ایک سیاسی لیڈر سنجے گپتا نے مسلم لڑکیوں کو مرتد بنانے کے لئے لو کرانتی (Love kranti) نامی مہم چلانے کا اعلان کیا ہے، جس کے تحت سنجے گپتا نے 500 ہندو لڑکوں کا ایک گروپ بنایا ہے اور ان سبھی لڑکوں کو مسلم لڑکیوں کو محبت کے جھوٹے جال میں پھنسا کر گھر سے بھگا کر مرتد بنانے کا ٹارگیٹ دیا ہے، یہ سارے شر انگیز اعلان کھلے عام کیے جارہے ہیں؛ لیکن قانون و انتظامیہ کے ذمہ داران پر اس کا کوئی بھی اثر نہیں ہے؛ کیوں کہ جب اسمبلی اور وزارت کی کرسی پر بیٹھے ہوئے اشخاص ہی یہ خلاف دستور مہم چلا رہے ہیں تو ان کے خلاف کون قانونی کارروائی کرے؟

اس مہم کے تحت ارتداد کے جال میں مسلم لڑکیوں کو پھنسانے کا کام بڑے زور و شور سے جاری و ساری ہے، اس طرح کے کئی واقعات ملک کے مختلف حصوں میں ہوتے نظر آرہے ہیں، انگریزی اخبار ''انڈین ایکسپریس'' کے مطابق مغربی بنگال میں اسی مہم کے تحت ایک سال میں قریب پانچ سو مسلم اور عیسائی لڑکیوں کو ہندو بنانے کی کوشش میں وہاں کی شر پسندی جماعتیں کامیاب ہوچکی ہیں، اس طرح کے کئی ایک واقعات یوپی کے علاقوں میں پیش آچکے ہیں، بی بی سی لندن کی حالیہ خبروں کے مطابق ایک مسلم لڑکی اپنے ہندو دوست سے شادی کے بعد اس کے ساتھ کئے جانے استحصال کی داستاں سنانے ہوئے نمناک نظر آرہی ہے، سوشل میڈیا میں اس حوالے سے بعض ویڈیوز میں مسلم لڑکیوں کو خود پولیس کے ڈر سے بعض ہندو لڑکیوں سے شادی رچانے پر مجبور کرتے ہوئے دکھایا جارہا ہے۔ رامپور کا ایک مسلم خاندان اپنے ایک لڑکی کے اغوا اور شر پسند عناصر کے اس غائب کرنے پر مدد کی دہائی دیتے نظر آرہا ہے۔ انہیں واقعات میں سے ایک واقعہ میں پولیس کی مسلم بیوی کو پولیس کی بیوی اور ساس کو پیٹتے ہوئے بھی دیکھا گیا ہے۔ اسی طرح حیدرآباد کے مہدی پٹنم علاقے میں ایک مسلم لڑکی کے غیر مسلم لڑکے کے ساتھ خوش گپیوں میں مبتلا فوٹوز سوشل میڈیا پر وائرل کی ہیں۔

ارتداد کے لئے شر پسندوں کی ترکیبیں:

شدت پسند تنظیمیں مسلم لڑکیوں کو ارتداد کا شکار بنانے کے لئے اور ان کو محبت کے جھانسے میں پھانسنے کے لئے کالج اور یونیورسٹیوں کا انتخاب کرتی ہیں، ایک رپورٹ کے مطابق کبھی کالج و یونیورسٹی میں اسباق اور لکچر کے نوٹس (Notes) وغیرہ دیکر جان پہچان پیدا کی جاتی ہے، بعد میں اسی طرح دیگر امور میں کوآپریٹ (Co-operate) (ایک دوسرے کی مدد) کر کے دوستیاں کی جاتی ہیں، کچھ مسلم تہواروں پر مثلاً عید وغیرہ پر تحفہ تحائف دیکر مسلم تہذیب کی تعریف و توصیف کر کے خود کو اسلام کی تعلیمات سے متاثر بتایا جاتا ہے۔

☆ مختلف خاص مواقع مثلاً برتھ ڈے جیسے موقع پر مہنگے گفٹ موبائل، کپڑے، جوتے، پرس وغیرہ دے کر متاثر کیا جاتا ہے۔

☆ پکنک وغیرہ کے بہانے اچھے ہوٹلوں میں جاکر کھانا کھلانا اور واپسی پر گفٹ دینا بھی اسی معمول کا حصہ ہے۔

☆ کالج کے بعد ٹیوشن کے بہانے مختلف کوچنگ سینٹرز میں آنے پر آمادہ کیا جاتا ہے، اس وقت تک لڑکی اتنا متاثر ہوچکی ہوتی ہے کہ وہ مختلف بہانے بنا کر والدین کو ٹیوشن پر بھیجنے کے راضی کرہی لیتی ہے، یہ بھی وہاں ہوتا ہے، جہاں والدین کچھ ذمہ دار ہوتے ہیں ورنہ غیر ذمہ دار والدین تو لڑکی کو مکمل چھوٹ دیے ہوتے ہیں۔

☆ رکشا بندھن جیسے ہندو تہوار کے موقع پر بھائی بہن کے رشتے کے نام پر مسلم لڑکیوں کو گھر بلایا جاتا ہے اور والدین بھائی بہن کے نام پر اجازت بھی دے دیتے ہیں، ایسی تقریب کے بہانے مسلم لڑکی کو اپنے گھر لے جا کر اچھی خاطر داری کی جاتی ہے، واپس آکر وہ لڑکی اپنے گھر میں ہندو گھرانوں کی مہماں نوازی کی قصیدہ خوانی کرتی ہے، اس سے آئندہ کے لیے ہندو گھر بھیجنے کے لیے والدین کا رویہ بھی نرم ہوجاتا ہے، کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایسی ہی کسی تقریب کے موقع پر لڑکی کی ماں یا بہن کے لیے کوئی تحفہ بھیج دیا جاتا ہے جس سے ماں بہن بھی متاثر ہوجاتی ہیں۔

☆ عموماً ہندو رہائشی علاقے مسلم علاقے کی بنسبت زیادہ ترقی یافتہ ہوتے ہیں، اسی طرح مسلم نوجوانوں کے بالمقابل حکومتی یا پرائیویٹ سیکٹرز میں ہندو نوجوان زیادہ ہوتے ہیں، یہ چیز بھی بہکانے میں بڑی معاون ہوتی ہے۔ ہندو علاقوں کی ترقی، دنیاوی شان و شوکت اور ظاہری قدر دانی کی بنیاد پر لڑکی حد درجہ متاثر ہوچکی ہوتی ہے، یہی وہ موقع ہوتا ہے جب ان پر محبت کا جال پھینکا جاتا ہے اور وہ کسی آسان شکار کی مانند اس جال میں پھنس جاتی ہیں اور اسی جال میں پھنس کر اپنی عزت و آبرو لٹا بیٹھتی ہیں، بعد میں انہیں گھر سے بھگا کر مرتد بنایا جاتا ہے اور شادیاں کی جاتی ہیں، کچھ وقت کے بعد یا تو انہیں آرکیسٹرا یا کلبوں میں ناچ گانے پر مجبور کیا جاتا ہے یا انہیں طوائف خانوں پر بیچ دیا جاتا ہے، چوں کہ یہ سارے کام پہلے سے منظّم منصوبے کے تحت ہوتے ہیں؛ اس لیے بلیک میل کرنے کے لیے ویڈیوز بنائے جاتے ہیں اور انکار پر ویڈیوز وائرل کرنے کی دھمکی دی جاتی ہے، ان سارے کاموں کی تکمیل میں غیر مسلم لڑکیوں کا بھی استعمال کیا جاتا ہے، وہ سہیلیاں بنا کر اپنے بھائیوں وغیرہ سے ملواتی ہیں اور آگے کا کام لڑکے دیکھتے ہیں۔

حفاظتِ خود اختیاری کی تدابیر:

مسلم لڑکیوں کی عزت و آبرو، عصمت و عفت کی حفاظت مسلم امت کا سب سے بڑا فریضہ ہے، جس کے لئے مختلف تدابیر اختیار کی جاسکتی ہیں اور اپنے بہن بیٹوں کی عصمت و عفت کو داغ دار ہونے اور سماج اور معاشرے پر اس کے برے اثرات سے محفوظ کیا جاسکتا ہے (بقیہ صفحہ ۱۰ / پر)